تحفہ میر محمد اسحاق صاحب ...
قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

فاروق

قادیان

شرح چندہ
سرپرستان معاونین۔ عام طلباء ششماہی
للعہ / ۔ صہ / ۔ للعہ / ۔ ۲/۱۲
انڈیا سے باہر چھ روپے آٹھ آنے (۶/۸)

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸

جلد ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۱ مئی ۱۹۳۶ء | نمبر ۷۹،۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں!

(۱) سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت بفضلہ تعالیٰ قابل حمد ہے۔

(۲) گذشتہ پرچہ میں جو میں نے یہ خوشی کی خبر شائع کی تھی۔ کہ میرے بچے میاں مشتاق احمد صاحب سلمہ اللہ کو خدا نے ۱۰ ر مئی کو بروز اتوار دختر نیک اختر عطاء فرمائی ہے۔ دراصل مولودہ ۱۱ ر مئی ۳۶ء بروز پیر صبح چار بجے پیدا ہوئی تھی۔ غلطی سے ۱۰ ر مئی لکھا گیا۔ یہ یادداشت کے لئے تصحیح کر دی ہے۔

(۳) جن احباب کے نام بوجہ بقایا فاروق اور چندہ سال رواں کے وی پی گئے تھے۔ افسوس کہ انہیں سے اکثر نے بلا وجہ معقول واپس کر دیئے اور ناحق مزید محصول ڈاک کا نقصان دیا۔ مناسب ہے کہ وہ خود چندہ بھیجدیں ورنہ پھر وی پی ارسال ہوگا۔

(۴) فاروق کی درخواست جو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کو دوسرے مطبع میں اخبار چھاپنے کیلئے دی تھی۔ وہ تاحال فیصلہ نہیں ہوئی امید ہے کہ جلد منظور ہو جائیگی۔ دعا فرمائیں۔

اب نہیں تو کب؟

(از احسنؔ اسمٰعیل۔ صدیقی گوجرہ)

یارب! قبول ہوگی دعا اب نہیں تو کب؟ — پہنچے گی میری آہ رسا اب نہیں تو کب؟

دنیا ہے جلوہ گاہ جہالت بنی ہوئی — پھیلائے گا تو اپنی ضیاء اب نہیں تو کب؟

دشمن کے جور و ظلم سے جینا ہوا محال — ہوگی یہ دور سر سے بلا، اب نہیں تو کب؟

تیرے نبی کی اس قدر توہین اے خدا! — قدرت کا اپنی جلوہ دکھا، اب نہیں تو کب؟

ہاں ہاں ہمیں آغوشِ محبت میں لیجئے! — اور کیجئے گا وعدہ وفا، اب نہیں تو کب؟

سائل ہیں تیرے در پہ ہیں امیدوار لطف — اے دینے والے! دے گا بھلا اب نہیں تو کب؟

قربان ہونا قوم کی خاطر ہے زندگی — کوشش برائے آب بقا اب نہیں تو کب؟

بچپن تو لہو و لعب میں سارا گذر گیا — سعی حصولِ صدق و صفا، اب نہیں تو کب؟

منزل ہے دور، وقت ہے تھوڑا، الٰہی خیر!
احسنؔ! تو ہوگا بستہ کمر اب نہیں تو کب؟!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کتب فاروق بک ایجنسی

(محصولڈاک بذمہ خریدار)

قرآن مجید۔ بطرز یسرنا القرآن مترجم مجلد ۱۲/
حمائل شریف معرا۔ نہایت خوشخط مجلد ۶/
حمائل شریف مترجم } نہایت خوشخط مجلد ۱۴/
حقیقۃ الوحی } حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مشہور و معروف کتاب مجلد ۲/
ازالہ اوہام ہر دو حصہ غیر مجلد ۶/
قتل مرتد } از حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے ۶/
آئینہ حق نما } بجواب الہامات مرزا مولوی ثناء اللہ کا جواب ۶/
تبلیغ رسالت مکمل دس جلد } مکمل مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو نہایت مفید نایاب اور لاجواب ہے۔ قیمت صرف دس روپیہ ۱۰/
تحفہ مستریاں } مستری عبدالکریم مباہلہ والے کے فتنہ کا انکشاف اور صحیح حالات ۵/
ہدایات زریں } برائے مبلغین سلسلہ عالیہ احمدیہ فرمودہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۵/
بٹالوی کا انجام } مولوی محمد حسین بٹالوی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کی صداقت۔ قیمت صرف ۴/
چھوت کا بھوت } ہندوؤں کے مقابلہ میں لاجواب تصنیف قیمت ۲/
خلافت محمود و مصلح موعود } امیر پیغام کا جواب ۸/
مرقع ثنائی } مولوی ثناء اللہ امرتسری اہلحدیث کا مسیح موعودؑ کے مقابلہ سے فرار ۴/

تجلیات رحمانیہ } مولوی ثناء اللہ امرتسری کے رسالہ تعلیمات مرزا وغیرہ کا جواب ۶/
صادق کلمات } مولوی ثناء اللہ کے رسالہ ہفوات کا دندان شکن جواب ۴/
فیصلہ خدائی } مولوی ثناء اللہ امرتسری کی حیات مسیح موعودؑ
برمسلمات ثنائی } کی دلیل صداقت ہے قیمت ۴/
التشریح الصحیح } حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۲۹ الہامات پر اعتراضوں کا جواب ۸/
بحر حقیقت۔ غیر احمدی مونگیری دشمن حق کے رسالہ کا جواب ۴/
تنقید صحیح۔ فرقہ بابیہ کے رد میں ایک لاجواب تصنیف۔ قیمت صرف ۸/
مشین گن۔ رد آریہ میں لاجواب تصنیف ۴/
ویدک توحید کا آئینہ رد آریہ ۲/
ایک مسلمان کا پیغام سکھوں کے نام ۱/
دہرمپال کا کچا چٹھہ رد آریہ ۱/

ملنے کا پتہ۔ فاروق بک ایجنسی قادیان

بے روزگاری کا واحد علاج

دستکاری ہے

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

آج کل بے روزگاری دو قسم کی پائی جاتی ہے۔ ایک تو ان نوجوانوں میں جو شہروں، قصبوں اور مواضعات میں تھوڑی سی تعلیم حاصل کرکے برسر روزگار ہونا چاہتے ہیں۔ اور دوسری قسم کی بے روزگاری ان لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ جو کسی نہ کسی کام میں مصروف ہیں۔ لیکن ان کا گذارہ نہیں ہوتا اور وہ اپنی آمدنی بڑھانا چاہتے ہیں۔ مثلاً زمیندار سال کے ۸ مہینوں میں تو اپنی کھیتی باڑی میں مشغول رہتا ہے۔ لیکن باقی ۴ مہینے وہ کوئی کام نہ ہونے کی وجہ سے یونہی ضائع کر دیتا ہے۔ اور اخراجات زیادہ ہونے کے باعث عام طور پر مقروض رہتا ہے۔ ان لوگوں کو چاہیئے۔ کہ وہ محکمہ صنعت و حرفت پنجاب کی سہولتوں سے فائدہ اُٹھائیں۔ مثلاً پڑھے لکھے نوجوانوں کو دستکاری کے سکولوں میں تعلیم حاصل کرنی چاہیئے۔ اور بعد ازاں کسی دستکاری کو بطور پیشہ اختیار کرکے اسے ذریعہ معاش بنانا چاہیئے۔ اور زمینداروں وغیرہ کو بان بٹنا۔ چٹائی بنانا اور رسیاں اور رسے وغیرہ تیار کرکے اپنی موجودہ آمدنی میں اضافہ کرنا چاہیئے۔ ان دستکاریوں کی تعلیم میں محکمہ مذکور ہر قسم کی امداد دینے کے لئے تیار ہے۔ باقی رہا سوال مالی امداد کا۔ سو وہ ہر شخص انجمن ہائے امداد باہمی کا ممبر بن کر یا محکمہ مذکور سے قرض لے کر اپنا کام چلا سکتا ہے۔

پارچہ بافی ایک قدیم اور افضل ہنر ہے۔ پڑھے لکھے لوگ پارچہ بافی سیکھنے کے بعد یا تو اپنے کارخانے جاری کر سکتے ہیں یا ایسے کارخانوں میں بطور ماسٹر مقرر ہو سکتے ہیں۔ جہاں وہ ۲۵ سے لے کر چالیس روپیہ ماہوار تک کما سکتے ہیں۔ لہٰذا عوام کو چاہیئے کہ وہ ان درسگاہوں سے فائدہ اُٹھا کر دستکاری کو فروغ دیں اور اپنی روزی میں اضافہ کرکے عزت کی زندگی بسر کریں۔ ان سکولوں میں کوئی خاص فیس وغیرہ نہیں پائی جاتی۔ اور مستحق طلباء کو چند ایک وظائف بھی دیئے جاتے ہیں۔ مزید برآں اب وقت قریب آگیا ہے۔ کہ اپنی عورتوں اور لڑکیوں کو بھی کسی نہ کسی دستکاری کی تعلیم دلوائی جائے۔ مثلاً اون کی کتائی۔ ٹوکریاں بنانا وغیرہ ایسی دستکاریاں ہیں جنہیں سیکھنے کے بعد تین یا چار آنے یومیہ کی آمدنی ہو سکتی ہے ؎

ناظرین! فاروق کی اشاعت بڑھانے کی طرف احباب کی توجہ کم ہوگئی ہے۔ حالانکہ فاروق کی اشاعت ابھی پانسو بھی نہیں ہے احباب توجہ فرمائیں۔

(مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاروق

جلد ۲۱ ٭ قادیان دار الامان مورخہ ۲۱/۲۸ مئی ۱۹۳۶ء ٭ نمبر ۲۰/۲۱

اسلام اور اس کا خُدا

(از مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

تیسرا مذہب اُن دو مذہبوں (عیسائی اور آریہ) کے مقابل پر جن کا ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اسلام ہے۔ اس مذہب کی خدا شناسی نہایت صاف صاف اور انسانی فطرت کے مطابق ہے۔ اگر تمام مذہبوں کی کتابیں نابود ہو کر ان کی ساری تعلیمی خیالات اور تصورات بھی محو ہو جائیں۔ تب بھی وہ خدا جس کی طرف قرآن رہنمائی کرتا ہے۔ آئینہ **قانون قدرت** میں صاف صاف نظر آئے گا۔ اور اس کی قدرت اور حکمت سے بھری ہوئی صورت ہر یک **ذرہ** میں چمکتی ہوئی دکھائی دیگی۔ غرض وہ خدا جس کا پتہ **قرآن شریف** بتلاتا ہے۔ اپنی موجودات پر فقط قہری حکومت نہیں رکھتا۔ بلکہ موافق آیۃ کریمہ **الست بربکم قالوا بلیٰ** کے ہر یک ذرہ ذرہ اپنی طبیعت اور روحانیت سے اس کا حکم بردار ہے۔ اس کی طرف جھکنے کے لئے ہر یک طبیعت میں ایک کشش پائی جاتی ہے۔ اس کشش سے ایک ذرہ بھی خالی نہیں۔ اور یہ ایک بڑی دلیل اس بات پر ہے۔ کہ وہ ہر یک چیز کا خالق ہے۔ کیونکہ نور قلب اس بات کو مانتا ہے کہ وہ کشش جو اس کی طرف جھکنے کے لئے تمام چیزوں میں پائی جاتی ہے۔ وہ بلاشبہ اسی کی طرف سے ہے۔ جیساکہ قرآن شریف نے اس آیت میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ ان من شیءٍ الا یسبح بحمدہٖ یعنی ہر یک چیز اس کی پاکی اور اس کے محامد بیان کر رہی ہے۔ اگر خدا ان چیزوں کا خالق نہیں تھا۔ تو ان چیزوں میں خدا کی طرف کشش کیوں پائی جاتی ہے۔ ایک غور کرنے والا انسان ضرور اس بات کو قبول کریگا۔ کہ کسی مخفی تعلق کی وجہ سے یہ کشش ہے۔ پس اگر وہ تعلق خدا کا خالق ہونا نہیں تو کوئی آریہ وغیرہ اس بات کا جواب دیں۔ کہ اس تعلق کی وید وغیرہ میں کیا ماہیت لکھی ہے۔ اور اس کا کیا نام ہے کیا یہی سچ ہے۔ کہ خدا صرف زبردستی ہر یک چیز پر حکومت کر رہا ہے۔ اور ان چیزوں میں کوئی طبعی قوت اور شوق خدا تعالےٰ کی طرف جُھکنے کا نہیں ہے۔ معاذ اللہ ہرگز ایسا نہیں بلکہ ایسا خیال کرنا نہ صرف حماقت بلکہ پرلے درجہ کی خباثت بھی ہے۔ مگر افسوس کہ آریوں کے وید نے خدا تعالیٰ کی خالقیت سے انکار کرکے اس روحانی تعلق کو قبول نہیں کیا۔ جس پر طبعی اطاعت ہر یک چیز کی موقوف ہے۔ اور چونکہ دقیق معرفت اور دقیق گیان سے وہ ہزاروں کوس دور تھے لہٰذا یہ سچا فلسفہ اُن سے پوشیدہ رہا ہے کہ ضرور تمام اجسام اور ارواح کو ایک فطرتی تعلق اُس ذات قدیم سے پڑا ہُوا ہے۔ اور خدا کی حکومت صرف بناوٹ اور زبردستی کی حکومت نہیں۔ بلکہ ہر یک چیز اپنی روح سے اس کو سجدہ کر رہی ہے۔ کیونکہ ذرہ ذرہ اس کے بے انتہا احسانوں میں مستغرق اور اس کے ہاتھ سے نکلا ہُوا ہے۔ مگر افسوس کہ تمام مخالف مذہب والوں نے خدا تعالیٰ کے وسیع دریائے قدرت اور رحمت اور **تقدس** کو اپنی تنگ دلی کی وجہ سے زبردستی روکنا چاہا ہے۔ اور انہیں وجوہ سے اُن کے **فرضی خداؤں** پر کمزوری اور ناپاکی اور بناوٹ اور بے جا غضب اور بے جا حکومت کے طرح طرح کے داغ لگ گئے ہیں۔ لیکن اسلام نے خدا تعالیٰ کی صفات **کاملہ کی تیز رو دھاروں** کو کہیں نہیں روکا وہ **آریوں** کی طرح اس عقیدہ کی تعلیم نہیں دیتا۔ کہ زمین و آسمان کی روحیں اور **ذرات** اجسام اپنے وجود کے آپ ہی **خدا ہیں**۔ اور جس کا پرمیشور نام ہے وہ کسی نامعلوم سبب سے محض ایک **راجہ** کے طور پر اُن پر حکمران ہے۔ اور نہ عیسائی مذہب کی طرح یہ سکھلاتا ہے۔ کہ خدا نے انسان کی طرح ایک **عورت کے پیٹ** سے جنم لیا۔ اور نہ صرف ۹ مہینہ تک **خون حیض** کھا کر ایک گنہگار جسم سے جو بنت **سبع** اور **تمر** اور **راحاب** جیسی عورتوں کے خمیر سے اپنی فطرت میں **ابنیت** کا حصہ رکھتا تھا۔ خون اور ہڈی اور گوشت کو حاصل کیا۔ بلکہ بچپن کے زمانہ میں جو جو بیماریوں کی صعوبتیں ہیں جیسے خسرہ۔ چیچک دانتوں کی تکالیف وغیرہ تکلیفیں۔ وہ سب اُٹھائیں اور بہت سا حصہ عمر کا معمولی انسانوں کی طرح کھو کر آخر موت کے قریب پہنچکر خدائی یاد آگئی۔ مگر چونکہ صرف دعوےٰ ہی دعوےٰ تھا۔ اور خدائی طاقتیں ساتھ نہیں تھیں۔ اس لئے دعوےٰ کے ساتھ ہی پکڑا گیا۔ بلکہ اسلام ان سب نقصانوں اور ناپاک حالتوں سے خدائے حقیقی ذوالجلال کو منزہ اور پاک سمجھتا ہے۔ اور اس وحشیانہ غضب سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی اس کی ذات کو برتر قرار دیتا ہے۔ کہ جب تک کسی کے گلے میں پھانسی کا رسہ نہ ڈالے۔ تب تک اپنے بندوں کے بخشنے کے لئے کوئی سبیل اس کو یاد نہ آئے۔

اور خدا تعالٰے کے وجود اور صفات کے بارہ میں قرآن کریم یہ سچی اور پاک اور کامل معرفت سکھاتا ہے۔ کہ اس کی قدرت اور رحمت اور عظمت اور تقدس بے انتہا ہے۔ اور یہ کہنا قرآنی تعلیم کے رو سے سخت مکروہ گناہ ہے۔ کہ خدا تعالٰے کی قدرتیں اور عظمتیں اور رحمتیں ایک حد پر جا کر ٹھہر جاتی ہیں۔ یا کسی موقعہ پر پہنچکر اس کا ضعف اسے مانع آ جاتا ہے۔ بلکہ اس کی تمام قدرتیں اس مستحکم قاعدہ پر چل رہی ہیں۔ کہ باستثنا اُن امور کے جو اس کے تقدس اور کمال اور صفات کاملہ کے مخالف ہیں۔ یا اس کے مواعید غیر متبدلہ کے منافی ہیں۔ باقی جو چاہتا ہے۔ کر سکتا ہے۔ مثلاً یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ اپنی قدرت کاملہ سے اپنے تئیں ہلاک کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ بات اس کی صفت قدیم حیّ و قیّوم ہونے کے مخالف ہے وجہ یہ کہ وہ پہلے ہی اپنے فعل اور قول میں ظاہر کر چکا ہے کہ وہ ازلی ابدی اور غیر فانی ہے۔ اور موت اس پر جائز نہیں۔ ایسا ہی یہ بھی نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ کسی عورت کے رحم میں داخل ہوتا اور خون حیض کھاتا۔ اور قریباً نو ماہ پورے کر کے سیر ڈیڑھ سیر کے وزن پر عورتوں کی پیشاب گاہ سے روتا چلاتا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور پھر روٹی کھاتا اور پاخانہ جاتا اور پیشاب کرتا اور تمام دُکھ اس فانی زندگی کے اٹھاتا ہے۔ اور چند ساعت جان کندنی کا عذاب اُٹھا کر اس جہان فانی سے رخصت ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ تمام امور نقصان اور منقصت میں داخل ہیں۔ اور اس کے جلال قدیم اور کمال تام کے برخلاف ہیں۔

پھر یہ بھی جاننا چاہیئے۔ کہ چونکہ اسلامی عقیدہ میں درحقیقت خدا تعالٰی تمام مخلوق کا پیدا کرنے والا ہی ہے۔ اور کیا ارواح اور کیا اجسام سب اُسی کے پیدا کردہ ہیں۔ اور اسی کی قدرت سے ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ لہذا قرآنی عقیدہ یہ بھی ہے۔ کہ جیسا کہ خدا تعالٰی ہر ایک چیز کا خالق اور پیدا کنندہ ہے اسی طرح وہ ہر ایک چیز کا واقعی اور حقیقی طور پر قیّوم بھی ہے۔ یعنی ہر ایک چیز کا اسی کے وجود کے ساتھ بقا ہے۔ اور اس کا وجود ہر یک چیز کے لئے بمنزلہ جان ہے۔ اور اگر اس کا عدم فرض کر لیں۔ تو ساتھ ہی ہر یک چیز کا عدم ہو گا۔ غرض ہر یک وجود کے بقا اور قیام کے لئے اس کی معیت لازم ہے۔ لیکن آریوں اور عیسائیوں کا یہ اعتقاد نہیں ہے۔ آریوں کا اس لئے کہ وہ خدا تعالٰے کو ارواح اور اجسام کا خالق نہیں جانتے۔ اور ہر یک چیز سے ایسا تعلق اس کا نہیں مانتے جس سے ثابت ہو۔ کہ ہر یک چیز اسی کی قدرت اور ارادہ کا نتیجہ ہے۔ اور اسی کی مشیت کے لئے بطور سایہ کے ہے بلکہ ہر یک چیز کا وجود ایسے طور سے مستقل خیال کرتے ہیں۔ جس سے سمجھا جاتا ہے کہ ان کے زعم میں تمام چیزیں اپنے وجود میں مستقل طور پر قدیم اور اناد ی ہیں۔ پس جبکہ یہ تمام موجود چیزیں ان کے خیال میں خدا تعالٰی کی قدرت سے نکل کر قدرت کے ساتھ قائم نہیں۔ تو بلاشبہ یہ سب چیزیں ہندوؤں کے پرمیشر سے ایسی بے تعلق ہیں۔ کہ اگر ان کے پرمیشر کا مرنا بھی فرض کر لیں۔ تب بھی روحوں اور جسموں کا کچھ بھی حرج نہیں۔ کیونکہ ان کا پرمیشر صرف معمار کی طرح ہے۔ اور جس طرح اینٹ اور گارہ معمار کی ذاتی قدرت کے ساتھ قائم نہیں۔ تاہر یک حال میں اس کے وجود کا تابع ہو۔ یہی حال ہندوؤں کے پرمیشر کی چیزوں کا ہے۔ سو جیسا کہ معمار کے مر جانے سے ضروری نہیں ہوتا۔ کہ جس قدر اس نے اپنی عمر میں عمارتیں بنائی ہوں۔ وہ ساتھ ہی گر جائیں۔ ایسا ہی یہ بھی ضرور نہیں۔ کہ ہندوؤں کے پرمیشر کے مر جانے سے کچھ بھی صدمہ دوسری چیزوں کو پہنچے۔ کیونکہ وہ ان کا قیوم نہیں۔ اگر قیوم ہوتا۔ تو ضرور ان کا خالق بھی ہوتا۔ کیونکہ جو چیزیں پیدا ہونے میں خدا کی قوت کی محتاج نہیں وہ قائم رہنے میں بھی اس کی قوت کے سہارے کی حاجت نہیں رکھتیں۔ اور عیسائیوں کے اعتقاد کی رو سے بھی ان کا مجسم خدا قیّوم الاشیاء نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ قیوم ہونے کے لئے معیت ضروری ہے۔ اور ظاہر ہے کہ عیسائیوں کا خدا یسوع اب زمین پر نہیں۔ کیونکہ اگر زمین پر ہوتا۔ تو ضرور لوگوں کو نظر آتا۔ جیسا کہ اُس زمانہ میں نظر آتا تھا۔ جبکہ پلاطوس کے عہد میں اس کے ملک میں موجود تھا۔ پس جبکہ وہ زمین پر موجود نہیں۔ تو زمین کے لوگوں کا قیوم کیونکر ہو۔ رہا آسمان سو وہ آسمانوں کا بھی قیوم نہیں۔ کیونکہ اس کا جسم تو صرف چھ سات بالشت کے قریب ہو گا۔ پھر وہ سارے آسمانوں پر کیونکر موجود ہو سکتا ہے۔ تا ان کا قیوم ہو۔ (معیار المذاہب)

مسوڑوں کا خون زہریلا سانپ ہے

پائریا کی بیماری کی ابتداء مسوڑوں کے خون سے شروع ہوتی ہے۔ مسوڑوں میں ورم ہو جاتا ہے۔ پیپ پڑ جاتی ہے۔ دانتوں کی جڑیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ دانت عمر سے پہلے منہ سے گر جاتے ہیں۔ تمام جسم کی خوبصورتی جاتی رہتی ہے انسان سینکڑوں امراض کا شکار ہوا رہتا ہے۔ قوت ہاضمہ کمزور۔ قوت مردانہ میں کمی آ جاتی ہے۔ اس موذی مرض کو رفع کرنے کے لئے پائرس لوشن جو چالیس ادویات کا مرکب ہے پائرس لوشن جو گفتہ شدہ ادویات کا مرکب ہے۔ پائرس لوشن جو مسوڑوں کو مضبوط کرنے اور تمام فاضلہ رطوبتوں کو کرنے پائریا کے جراثیم کو ہلاک کرنے اکسیر ہے۔ استعمال کریں ہر مسہ کی مجموعی قیمت عہ ہے۔

نوٹ۔ دائمی زکام کھانسی نزلہ بیماری کی دوائی بلا قیمت دیجاتی ہے صرف ویپی کا خرچ [illegible] ۱۲ روز کی دوائی روانہ کر دی جائیگی

خاکسار [illegible] خان احمدی حکیم حاذق ماہر امراض دندان جالندھر

[illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن

شملوی غیر مبائع کے مطالبہ کا الغاء

(از ماسٹر محمد علی صاحب اظہر)

(۳)

شملوی صاحب "اب یا تو یہ مان لو کہ نبی ہوتا ہی صرف اس قدر ہے۔ کہ وہ خدا سے بکثرت مکالمہ مخاطبہ پاتا ہے بس۔ اگر یہ صحیح نہیں اور یقیناً یہ جزوی نبی کی تعریف ہے۔ کیونکہ بکثرت مکالمہ مخاطبہ جس میں کثرت امور غیبیہ ہوں۔ جزو نبوت ہے نہ کہ نبوت۔ اور الفاظ "صرف اس قدر" اس پر شاہد ناطق ہیں۔ تو ان الفاظ سے یہ نتیجہ نکالنا کہ یہ نبوت کی تعریف ہے۔ کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا"

اظہر۔ (۱) شملوی صاحب نے دھوکہ دہی سے کام لیا ہے۔ حضرت اقدسؑ نے یہ نبوت کی تعریف فرمائی ہے نہ کہ جزو نبوت کی جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت تو ایسی کامل نبوت ہے۔ کہ اکثر سابقہ انبیاء کی نبوتوں سے بھی بڑھ کر ہے۔ اور حضرت اقدسؑ نے اس کی بارہا وضاحت فرمائی ہے۔ چند ایک حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) "اور خدا تعالےٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں۔ تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔"

(چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۷)

(۲) "اس جگہ اکثر گذشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیشگوئیاں موجود ہیں۔ بلکہ بعض گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور پیشگوئیوں کو ان معجزات اور پیشگوئیوں سے کچھ نسبت ہی نہیں۔"

(نزول المسیح صفحہ ۸۲)

(۳) "میں دعویٰ سے کہتا ہوں۔ کہ ہزارہا میری ایسی کھلی کھلی پیشگوئیاں ہیں۔ جو نہایت صفائی سے پوری ہو گئیں۔ جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں۔ ان کی نظیر اگر گذشتہ نبیوں میں تلاش کی جائے تو بجز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی اور جگہ ان کی مثل نہیں ملیگی۔"

(کشتی نوح صفحہ ۶)

(۴) "خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کیلئے اس قدر معجزات دکھلائے ہیں۔ کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں۔ جنہوں نے اس قدر معجزات دکھلائے ہوں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۶)

(ب) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی نبوت کا نام کامل نبوت بیان فرمایا ہے نہ جزو نبوت۔

(۱) "پس اتباع کامل کی وجہ سے میرا نام اُمتی ہوا۔ اور پورا عکس نبوت حاصل کرنے سے میرا نام نبی ہو گیا"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۹)

(۲) "میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں۔ جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔" (نزول المسیح ص ۳ حاشیہ)

(۳) "اور میں اپنے خدا کی طرف سے تمام تر قوت اور برکت اور عزت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ اور یہ میرا قدم ایک ایسے منار پر ہے۔ جو اس پر ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے"۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ ۳۵ و ۳۶)

پس ظاہر ہے کہ حضورؑ نے نبوت کا کامل مقام حاصل کیا جزو نہیں۔

(۴) "چونکہ میں ایک ایسے نبی کا تابع ہوں جو انسانیت کے تمام کمالات کا جامع تھا۔ اور اس کی شریعت اکمل اور اتم تھی۔ اور تمام دنیا کی اصلاح کے لئے تھی۔ اس لئے مجھے وہ قوتیں عنایت کی گئیں۔ جو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں۔ تو پھر اس میں کیا شک ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں۔ جو مجھے دی گئیں۔ کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے۔ اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی" (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۳)

جب خاص خاص قوموں کی اصلاح کرنے والے کامل نبی تھے۔ تو کل دنیا کی اصلاح کرنے والا کیسے ناقص نبی ہو سکتا ہے۔ وہ تو بدرجہ اولیٰ سب انبیاء سے کامل تر ہے۔

باقی رہا آپ کا یہ فرمانا کہ الفاظ "صرف اس قدر" اس پر شاہد ناطق ہیں۔ یہ محض آپ کی غلط فہمی یا دھوکہ دہی ہے۔ اس سے مراد حضرت اقدسؑ کی صرف یہ ہے۔ کہ میں کوئی نئی شریعت نہیں لایا ہوں۔ اور اس کے ثبوت حضرت اقدسؑ کی کتابوں میں کثرت سے موجود ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

(۱) "ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۵)

اگر یہ جزوی نبوت کی تعریف ہوتی۔ تو بغیر کسی جدید شریعت کے کہنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کلموں کا استعمال ظاہر کر رہا ہے۔ کہ امتی نبی کی نبوت حقیقی نبوت ہے۔ اور اس احتمال کو دور کرنے کے لئے کہ کہیں لوگ صاحب شریعت نبی نہ سمجھ لیں۔ یہ کلمے ایزاد کرنے کی ضرورت پیش آئی۔

(۲) "اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں۔ اور نبی بھی" (تجلیات الٰہیہ ص۲۵)

(۳) "اس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں رسول اور نبی نہیں ہوں۔ یعنی باعتبار نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے۔ اور میں رسول اور نبی ہوں یعنے باعتبار ظلیت کاملہ کے" (نزول المسیح حاشیہ ص۳)

(۴) "میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے۔ کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں۔ یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے" (تتمہ حقیقت الوحی ص۶۸)

پس صرف کا لفظ اس لئے استعمال فرمایا تاکوئی صاحب شریعت نبی نہ سمجھ لے۔ ورنہ آپ درحقیقت نبی ہیں۔ اور ویسے ہی نبی ہیں۔ جیسے انبیاء سابقہ بلکہ درجہ میں ان سے بڑھ کر۔

ایسے کلمے یعنی "صرف" یا "صرف اس قدر" حضرت اقدس کو استعمال کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی۔ کہ غیر احمدیوں کے نزدیک نبی کی تعریف وہ نہیں ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مختلف کتب میں بیان فرمائی ہے۔ جو مضمون ہذا میں بھی چند ایک کتب میں سے نقل کی جا چکی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ابتداء جب تک خدا تعالےٰ نے آپ پر صریح طور پر واضح نہیں فرمایا نبی کی وہی تعریف کرتے تھے۔ اور وہ تعریف یہ ہے (۱) "اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں۔ کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے۔ براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں" (الحکم جلد ۳ ص۲۹ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

(۲) "کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقائد دین جبرائیل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں" (ازالہ اوہام ص۵۳۴)

اس لئے کہ غیر احمدی حضرت اقدس کو اس تعریف کے مطابق مدعی نبوت نہ سمجھ لیں۔ حضور کو بار بار اس کی تصریح کرنی پڑی ہے۔ جس کی چند ایک مثالیں اوپر دی گئی ہیں۔ اور جب تک حضور نبی کی یہ تعریف سمجھتے رہے اپنی نبوت سے انکار کرتے رہے۔ مگر جب خدا تعالیٰ کی وحی نے بارش کی طرح نازل ہو کر حضور کو اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۵۰) اور صریح طور پر آپ کو نبی کا خطاب دیا گیا۔ (گو ابتدائی الہامات میں بھی حضور کو نبی اور رسول کے ناموں سے پکارا گیا۔ مگر حضور کسر نفسی سے اس کی تاویل فرماتے رہے) تب حضور نے قرآن شریف سے نبی کی تعریف پر غور کیا۔ اور متعدد کتب میں کثرت کے ساتھ اس تعریف کو بیان فرمایا جن میں سے چند حوالے نبی کی تعریف کی ذیل میں شروع میں مضمون ہذا میں درج ہو چکے ہیں۔ اور اس تعریف کے ماتحت اپنے دعویٰ نبوت کو پیش کیا۔ چونکہ صحیح تعریف نبوت یہی ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت بیان فرمائی گئی ہے۔ لہذا اس تعریف کے مطابق حضور نبی ہیں۔ ابتداء میں صحیح تعریف کے نہ جاننے کی وجہ سے اگر آپ نے اپنی نبوت سے انکار کیا۔ اور اپنے آپ کو محض محدث سمجھا تو اس سے آپ کی نبوت باطل نہیں ہو جاتی۔ خدا تعالےٰ نے حضور کو نبی اور رسول کے نام سے ہی پکارا دیا۔ یہاں تک کہ آپ نے عقیدہ کو چھوڑ دیا۔ لہذا خدا تعالیٰ کی اصطلاح میں حضور ابتداء سے ہی نبی ہیں۔ اگر ابتداء میں حضور نے اپنے آپ کو محدث فرمایا۔ تو وہ قابل تنسیخ ہیں۔ کیونکہ وہ پہلے عقیدہ کی بنا پر ہے جب سے خدا تعالیٰ نے پہلے عقیدہ پر قائم نہیں رہنے دیا۔ تب سے نبوت کی تعریف کے مطابق حضور اپنی نبوت کا ہی اظہار فرماتے رہے۔ اور محض محدث کے درجہ پر رہنے سے انکار کر دیا۔ (دیکھو ایک غلطی کا ازالہ ص۵)

"سو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ان معنوں کی رو سے مجھے نبوت اور رسالت سے انکار نہیں ہے۔ اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا۔ اگر خدا تعالےٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا۔ تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے۔ تو میں کہتا ہوں۔ کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے":

دیانندی مشن

آریہ ویر کے سناتن دھرم نمبر پر ایک نظر

(۴)

ویدک دھرم میں استری کا استعمال — شریمان سوامی دیانند جی آریہ مناظر تحریر فرماتے ہیں "عورتیں شودر اور پتت براہمن وید سننے کے ادھیکاری نہیں۔ مہابھارت میں ایک کتھا آتی ہے کہ راجہ پانڈو کو مرگ نے شاپ دے دیا کہ تو اپنی عورت کا سنگ کرنے سے مر گیا۔ (نقل مطابق اصل) تو راجہ نے کنتی کو نیوگ کے لئے کہا۔ مہارانی کنتی نے جواب دے دیا۔ (کیونکہ انسانی فطرت نیوگ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ احمدی شرما) تب امر روپ میں پانڈو نے کنتی کو ایک کتھا سنائی۔ کہ اودالک منی اور اس کا بیٹا شویت کیتو بیٹھے ہوئے تھے۔ اور اودالک کی دھرم پتنی بھی بیٹھی ہوئی تھی۔ اتنے میں ایک براہمن آیا۔ اور شویت کیتو کی ماتا کا ہاتھ پکڑ کر جنگل کی طرف لے جانے لگا۔ تب شویت کیتو کو غصہ آیا۔ اور مارنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو دوڑا۔ تب اوالک نے کہا۔ بیٹا غصے نہ ہو۔ کیونکہ یہی سناتن دھرم ہے۔ جو جس عورت کو چاہے لیجائے کیونکہ کسی کی موروثی جائداد تو ہے ہی نہیں۔ راجہ پانڈو کہتا ہے۔ عورتیں کسی کے ساتھ شادی نہیں کرتی ہیں۔ جیسے گائیں ہوتی ہیں۔ جو گیان والی عورت ہو۔ وہ اچھے آدمی کو وہ چاہے اس کا بیٹا ہو۔ چاہے باپ ہو۔ چاہے بھائی ہو۔ وہی پتی ہوگا" وغیرہ وغیرہ۔ (آریہ دیر کا سناتن دھرم نمبر صفحہ ۲۴ و ۲۵)

سوامی جی یہ بتا رہے ہیں۔ کہ یہ سناتن دہرم ہے۔ جو پورانوں میں پایا ہے۔ لیکن کوئی عقلمند انسان یا گیان والی عورت اس سناتن دھرم کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ بلکہ "وہ لوگ تو ویدک دھرم کو مانتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ وید میں شادی کا مکمل بیان ہے۔ پھر ہم کیسے مان سکتے ہیں۔ کہ پہلے عورتیں شادی شدہ نہیں ہوتی تھیں" (ص۲۵) سوامی جی آپ مہربانی فرما کر ویدک دھرم میں جو شادی کا مکمل بیان ہے۔ وہ درج اخبار فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ میں یہ آپ کو بتا دیتا ہوں۔ اور جتلا دیتا ہوں۔ کہ چاروں ویدوں میں شادی کا مکمل بیان تو کجا شادی اور بیاہ کا ذکر تک نہیں ہے۔ اگر اس میں شک ہو۔ تو مرد میدان بنکر میدان میں نکلو اور ویدک منتروں کو پیش کرو۔ پھر دنیا کو خود بخود یہ معلوم ہو جاوے گا۔ کہ وید کہاں تک انسانیت کے لئے باعث فخر ہو سکتا ہے۔ اور میں ببانگ دہل یہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ آریہ سماج کے تمام وِدوان مل کر بھی اس عقیدہ پر روشنی نہیں ڈال سکتے۔ یہ وہ تلخ پیالہ ہے۔ جو آریہ ودوانوں کے سامنے پبلک میں۔ مناظروں میں اور ذاتی ملاقاتوں میں پیش کیا گیا۔ مگر افسوس کہ ویدست و دیاؤں کا ڈھنڈورا ہے کا شور مچانے والے آریہ اپدیشکوں۔ آریہ مناظروں اور آریہ لیکھوں نے اس تلخ پیالہ کو ٹالنے میں ہی اپنی نجات پائی ؛

جب آریہ لیکچراروں سے یہ عرض کیا گیا۔ کہ آپ ویدک دھرم کے انوسار شادی کا مکمل بیان بیان کریں۔ تو گلا پھلا کر۔ منہ بنا کر اور ناک چڑھا کر یہ کہا کہ آپ میرے پاس علیحدگی میں تشریف لاویں۔ پھر آپ کو بتا دیں گے۔ بندہ ان کے پاس علیحدگی میں حاضر ہوا۔ مگر وائے افسوس کہ پنڈت جی سوامی جی اور اپدیشک جی نے یہ اپدیش دیا۔ کہ اب روٹی کھانے کے لئے جانا ہے۔ شام کے لئے لیکچر تیار کرنا ہے۔ اگر آپ بُرا نہ منائیں۔ تو پھر کبھی آپ کو لکھ کر بھیج دونگا۔ اے آریہ سماج کے پروانو! جاؤ اور اپنے مایۂ ناز پنڈت بدھ دیو ودیا النکار مہاشہ چرنجی لال پریم۔ پنڈت کالی چرن آف آگرہ۔ پنڈت مہرچند فرما۔ سوامی ویدانند۔ پنڈت رام چندر جی دہلوی اور پنڈت وشو بندھو ودی آدی سے جا کر پوچھ لو۔ ان کی ڈائریوں کو جا کر دیکھو۔ پھر آپ کو یہ معلوم ہو جاویگا۔ کہ میں اس عقیدہ کو معلوم کرنے کے لئے کس قدر بے تابی کا اظہار کر چکا ہوں۔ اور مجھے اس بات کا ازحد افسوس ہے کہ ہر اظہار کے بعد مجھے ناکامیابی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اور میں بہت کوشش اور جستجو کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ویدوں میں شادی وغیرہ کا کوئی مکمل بیان نہیں ہے۔

اور لُطف یہ ہے۔ کہ سوامی رودرانند جی بھی یہی ارشاد فرماتے ہیں "وہ کہتے ہیں۔ کہ وید میں شادی کا مکمل بیان ہے" (آریہ ویر کا سناتن دھرم نمبر ص۲۵ سطر ۹) سوامی جی کہنے اور دکھانے میں بڑا فرق ہے۔ آپ میں اگر صداقت۔ علمیت اور اپنے دعویٰ کو سچا ثابت کرنے کا خیال ہے۔ تو میدان میں تشریف لائیں۔ اپنی طبع کی جولانیاں دکھائیں۔ آپ ہمیشہ شاستر ارتھ شاستر ارتھ کی رٹ لگا کر آریوں کو شاستر ارتھ کرنے کا اپدیش دیا کرتے ہیں۔ میرے اس شاستر ارتھ کو قبول فرما کر خود عمل کریں۔ پھر دیگر آریوں کو بھی آپ کے اپدیش کا اثر ہوگا۔

مگر میرا سابقہ تجربہ بتاتا ہے۔ کہ آپ بھی اس تلخ پیالہ کو ٹالنے کی کوشش کرینگے۔ اور خاموشی میں ہی اپنی نجات ڈھونڈھینگے۔ مگر میں یہ آپ کو بتا دیتا ہوں۔ کہ میں آپ کو بِل سے نکال کر میدان میں کھڑا کر کے چھوڑونگا۔ اور ویدوں کے تمام سربستہ رازوں کو کھول کر بیان کر دونگا۔ اطلاعاً عرض ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ پورانوں میں جو یہ آتا ہے۔ کہ "جو گیان والی عورت ہو۔ وہ اچھے آدمی کو وہ چاہے اس کا بیٹا ہو۔ چاہے باپ ہو۔ چاہے بھائی ہو۔ وہی پتی ہوگا" (ص۲۵)

یہ تعلیم پورانوں میں کہاں سے آئی اور کیوں آئی؟ سو اس کے متعلق عرض ہے۔ کہ یہ تعلیم ویدوں سے آئی ہے۔ اگر شک ہو۔ تو میرے مندرجہ ذیل اعتراضات کا جواب دو۔

"آرین تہذیب میں سب سے

پورانک تہذیب پُرانا ویدک دہرم ہے۔ جو

ویدوں کی ایجاد ہے آریہ سنسکرتی اور سبھیتا کا مکمل

کور ہے۔ اس تہذیب سے ہی پارسی۔ بودھ۔ جین۔ پورانک۔ ہندو مت اور اس کی تمام شاخیں پیدا ہوئیں۔ آرین مذہب میں بھی اندھ وشواش کا راج رہ چکا ہے۔ اور اب بھی ہے" (آریہ مسافر لاہور ۱۷ جون ۱۹۳۴ء ص۹ ک۲)

آریہ مسافر نے اس معمہ کو حل کر دیا ہے کہ پورانک تہذیب ویدوں کی ایجاد ہے۔ اور وید خود اس بات کا مدعی ہے۔ کہ پورانک دھرم ایشوری دھرم ہے۔ ملاحظہ ہو "رگوید۔ سام۔ چھند۔ یجر وید۔ کے ساتھ پوران پرماتما سے بنے ہیں" (از اتھرو وید کانڈ ۱۱ سوکت ۷ منتر ۲۴) پس یہ صاف ثابت ہو گیا۔ کہ بقول اتھرو وید پوران بھی ایشور کرت ہیں۔ لہذا آریوں کا یہ پرم دھرم ہے۔ کہ پورانوں کو بھی ایشوریہ گیان مان لیں۔ یا اتھرو وید کو بھی ملانجلی دیدیں نہ رہیگا بانس اور نہ بجیگی بانسری ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ویدک تہذیب کا نظارہ "ہے پُرش مجھ پتر کے پر پتی پتر بھاو سے ورتن کروں۔ اور بہت بڑے بھو سمندر کے پار جائیں۔

بدھیمان تو آدھک پرکاش مان ہو کر بھومی پر پتا کے ناتی کو پتا کے پوترا کو دھارن کر۔ اور نہایت پتر اُتپن کر" (مقدس رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۰ منترا) اس منتر کی جو تشریح آریہ سماجی ودوان نے کی ہے۔ وہ یہ ہے "یمی یم سے کہتی ہے۔ کہ میں تیرے ساتھ متر بن کر ارتھات پتنی بن کر رہنا چاہتی ہوں۔ تو میری اندر پتر اُتپن کر کے پتا کو پوترا اُتپن کر۔ ہم اور یہی جڑا بھائی بہن ہیں۔" (ویدامرت ہندی ص۲۳۲ اول ایڈیشن) بہن کا سگے بھائی کو حمل قائم کرنے پر آمادہ کرنے کی دلیل دینا جو یہ ہے "اُتپادک۔ سب کو روپ دینے والے۔ سب کا جنک اور سب کو آکار دینے والے ایشور نے گربھ میں ہی ہم دونوں کو پتی پتنی بنایا ہے۔ اس دیو کے نیم کو کوئی بھی نہیں توڑ سکتا۔ اس بات کو پرتھوی اور دھیولوک جانتے ہیں۔"

(دیوتر رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۰ منتر ۵) اسکی آریہ تشریح یوں ہے "یمی یم سے کہتی ہے۔ ایشور نے ہم دونوں کو گربھ میں ہی پتی پتنی بنایا تھا۔ نہیں تو وہ ہمیں ایک ہی گربھ میں کیوں اُتپن کرتا۔ اور تم جانتے ہو کہ اس کے نیموں کو کوئی بھی نہیں توڑ سکتا۔ اس لئے تو میرا پتی ہو جا۔ اس منتر سے سپشٹ ہوتا ہے۔ کہ یم یمی ایک گربھ سے اُتپن ہوئے بھائی بہن ہیں۔" (ویدامرت ہندی اول ایڈیشن ص۲۳۳)

اس منتر میں دو لفظوں پر غور کرنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ یمی نے یم کو اپنے ساتھ تعلق قائم کرنے کے لئے ان کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔ وہ دو لفظ یہ ہیں "پرتھوی" اور "دھیولوک" یعنی زمین اور آسمان۔

زمین اور آسمان میاں بیوی ہیں "میں گیانی ہوں۔ تو بھی ویسی ہی گیانی ہے۔ میں سام منترا اور تو رگوید منتر ہے۔ میں دھیولوک (آسمان) اور تو پرتھوی (زمین) ہے۔ ہم دونوں یہاں ملکر اولاد پیدا کریں۔" (پوترا اتھروید کانڈ ۱۴ سوکت ۲ منترا ۷۱) اس ویدک منتر سے یہ صاف معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ جب عورت اور مرد آپس میں باہم گفتگو کر کے اولاد پیدا کرنے کے لئے دھیو اور پرتھوی کا استعمال کریں۔ تو اس کا یہ مطلب ہے کہ میاں بیوی کے تعلقات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ پس یہ ثابت ہو گیا۔ کہ ویدک دھرم کی رو سے ایک سگی بہن اپنے سگے بھائی کے ساتھ پتی پتنی کا تعلق قائم کر سکتی ہے یہی وجہ ہے۔ کہ سندھ میں پچھلے دنوں ایک پنڈت نے اپنے سگے لڑکے کے ساتھ اپنی سگی لڑکی کا وواہ (نکاح) کر دیا تھا۔

اے عورت تو گائے کی طرح ہو "ہے استری جن اتم سنتانوں کو برسبھ کے سدرش بلوان پُرش پیدا کرتے ہیں۔ اُن منتوں کے ذریعہ تو بھی اتم سنتان کی پراپتی کر اور تو اتم سنتان کو پیدا کرنے والی گائے کی طرح ہو۔" (پوترا اتھروید کانڈ ۳ سوکت ۲۳ منتر ۴)

سوامی جی آپ کس منہ سے یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ "عورتیں کسی کے ساتھ شادی نہیں کیا کرتیں جیسے گائیں ہوتی ہیں۔ کیا اس سناتن دھرم کو کوئی مانتا ہے۔ ہرگز نہیں مان سکتا۔" (ص۲۵) سوامی جی یہ ٹھیک ہے کہ اس سناتن دھرم کو کوئی انسان نہیں مان سکتا۔ لیکن جو مانتا ہے۔ وہ انسان نہیں کہلا سکتا۔ مگر کیا کیا جاوے۔ ویدک پرمیشور یہ کہتا ہے کہ "اے عورت تو گائے کی طرح ہے۔" اگر اس منتر کی پورانوں نے تشریح کر دی۔ تو کونسا گناہ کر دیا۔ اس لئے یہ لازم ہے۔ کہ انسان بننا چاہتے ہو۔ تو ویدوں کو تیاگ دو۔ کیونکہ بقول آپ کے وید انسانیت کے لئے باعث ننگ و عار ہے۔ جو طریقہ پسند ہو وہ قبول کر لیں۔

سانڈوں سے اولاد پیدا کرو "اور جن اتم بچوں کو سانڈ جنم دیتے ہیں۔ ان سے تو پتر کو لابھ کر۔ اور تو بچے والی دودھ دار گئو ہووے۔" (پوترا اتھروید کانڈ ۳ سوکت ۲۳ منتر ۴) یہ ترجمہ پروفیسر راجارام کا ہے۔

گھوڑے سے جماع کرا کر اولاد پیدا کرنا "گھوڑا اشانت سبھاو والی استری پر ادہن کر چکا ہے اس لئے یہ پنسوں سنسکار کیا گیا ہے۔ یہ سنسکار ہی سنتان پراپتی کرانے والا ہے۔ وہی سنسکار ہم استریوں کا کرتے ہیں۔" (پوتر اتھروید کانڈ ۶ سوکت ۱۱ منترا) دیکھئے کیسی عجیب و غریب تہذیب ہے۔ جس پہ آریوں کو ناز ہے۔

اے آریہ سماج کے ممبرو! اس تہذیب کو پھر دنیا میں پھیلانا چاہتے ہو۔ اس منتر کو دیکھ کر کسی ودوان آریہ نے ایک راجا کو اولاد پیدا کرنے کے لئے یہ کہا۔ کہ تم اپنی استری کا گھوڑے کے ساتھ جماع کراؤ۔ پھر سنتان اُتپن ہو گی۔ راجہ بیچارا ویدوں کا شردھالو تھا۔ وہ اس فعل کے لئے تیار ہو گیا۔ اکھاڑا قائم کیا گیا۔ اور مہارانی کو اس میں لایا گیا۔ پھر جو نتیجہ نکلا۔ وہ بقول دیانند یہ ہے "سنتے ہیں۔ کہ اس ملک میں گورکھپور کا ایک راجہ تھا۔ اُس سے پوپوں نے یگیہ کرایا۔ اس کی پیاری رانی کا سماگم گھوڑے کے ساتھ کرایا۔ جس سے وہ مر گئی" (از دیانند بانئے آریہ سماج ستیارتھ پرکاش باب ۱۱)

ملاحظہ فرمائیے ویدک تہذیب کیا کیا گل کھلا رہی ہے۔ اس میں بھلا پوپوں یعنی آریہ پنڈتوں کا کیا قصور تھا۔ وہ تھے بیچارے ویدوں کے معتقد۔ ویدک آگیا کا پالن کیا۔ اور مہارانی کا صفایا کرا دیا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ ویدک زمانہ کے لوگ مثل حیوان تھے۔ ان میں کوئی قانون یا رواج نہ تھا۔ سوامی دیانند جی مہاراج اس زمانہ کا نقشہ کھینچتے ہوئے یہ بیان کرتے ہیں "وہ آدمی سرشٹی میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایشور نے بہت سے انسان۔ حیوان۔ اور پکھیرو پیدا کئے۔ چنانچہ یجر وید کے اکتیسویں ادھیائے میں اس کا مفصل بیان کیا گیا ہے۔ لیکن ان میں گیان اور کرم کی وجہ سے اب جیسا فرق ہو گیا ہے۔ ویسا موجود نہ تھا۔ ان کو صرف کھانا پینا اور بھوگ (جماع کرنا۔ احمدی شرما) کرنا ہی معلوم تھا۔ اور ان وشیوں میں بھی سب جاندار ایک ہی سے اور ایک ہی رس تھے۔ جیسے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اب بھی پیدا ہو کر کچھ عرصہ جینے کے باوجود اسی طرح مر جانے پر کسی طرح کی سزا نہیں ملتی۔ اسی طرح آدی سرشٹی میں سب انسان بچپن کی سی حالت میں تھے۔ ان کے لئے کوئی امرو نہی نہیں تھا۔ نہ ہی اب تک کوئی قانون تھا۔ آنکھوں سے روپ دیکھنا۔ کانوں سے شبد سننا۔ پاؤں سے چلنا وغیرہ۔ بس اس سے زیادہ کام آدی سرشٹی میں نہیں تھا۔" (از دیانند بانئے آریہ سماج ایڈیشن منجری دیا کھیان نمبر ۶ ص ۹۶)

اب اگر ویدوں اور پورانوں سے یہ ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ ایک استری اپنے بھائی۔ باپ یا بیٹے سے جماع کر لیتی تھی۔ تو یہ حرکت اُن انسانوں کے نزدیک قابل گرفت نہیں ہو سکتی۔ جو امر و نہی سے ناواقف محض اور حیوانوں کی سی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اگر کتا۔ بلا۔ سؤر۔ گھوڑا آدی آدی ماں۔ بہن یا بیٹی میں تمیز کر سکتے ہیں۔ تو آدی سرشٹی کے آریہ بھی ماں۔ بہن یا بیٹی میں تمیز روا رکھتے ہونگے۔ مگر سوامی دیانند جی مہاراج کا مذکورہ بالا قول یہ بتاتا ہے۔ کہ آدی سرشٹی کے آریان تمیز و ں سے پاک تھے۔ ان میں کرم اور گیان جو اب ہے وہ موجود نہ تھا۔ لہٰذا آریہ پنڈت جو آدی سرشٹی میں ایسی ایسی حرکات کرتے تھے۔ وہ قابل گرفت نہیں ہو سکتے۔ لیکن موجودہ آریہ پنڈت جو ویدوں کو تمام دنیا میں پھیلانے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ وہ بری الذمہ نہیں ٹھہرائے جا سکتے۔ ان میں گیان اور کرم ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ ویدوں میں سے قابل اعتراض حصوں کو نکال کر گندی وسڑی چیزوں کی طرح پھینک دیں۔ یا ان چیزوں کی معقولیت بیان کریں۔ اگر آریوں نے اس سلسلہ کو پسند فرمایا۔ تو یقیناً ان کی بہتری اور خیر خواہی کو مدنظر رکھتے ہوئے اور بہت سے ایسے عجیب وغریب منتر بھی ان کی سیوا میں اخبار دوارا پیش کر دیئے جاویں گے۔ باقی پھر

(خاکسار۔ فتح محمد احمدی شرما از کراچی)

ہندو قوم کی زر پرستی

معزز معاصر انقلاب لاہور اپنی اشاعت مورخہ ۳۱ مارچ میں مندرجہ ذیل خبر لکھتا ہے:۔

راولپنڈی میں ایک کمیلہ اور ایک بیف مارکٹ ہے جس میں گائیں ذبح ہوتی ہیں۔ اور ان کا گوشت فروخت کیا جاتا ہے۔ یہ جائداد چند ہندوؤں کی ملکیت تھی۔ چند ہفتے ہوئے اس کا دو تہائی حصہ انہوں نے ایک مسلمان مسٹر ایف اے مرزا کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اور ایک تہائی اب تک ہندوؤں کے پاس ہے۔

اس کمیلے میں جتنی گائیں ذبح ہوں اُن پر نو آنے فی گائے مالک جائداد کا حق ہے پہلے تو یہ پورے ہی نو آنے ہندوؤں کو ملتے تھے۔ اب ۶/ مسلمان لے جاتا ہے۔ اور صرف ۳/ ہندو کو ملتے ہیں

اگر کہیں کسی گاؤں میں کوئی مسلمان بقرعید پر ایک گائے ذبح کر دے۔ تو ہزارہا ہندو لاٹھیاں لے کر اس مسلمان کا قیمہ کر ڈالتے ہیں۔ لیکن جہاں پیسے کا سوال ہو۔ وہاں ہر ذبح ہونے والی گائے پر ۹/ وصول کرتے ہیں۔ اور دل میں دعا مانگتے ہوں گے۔ کہ ہے پرماتما آج مسلمانوں کو توفیق دے کہ ایک ہزار گائیں ذبح کریں تاکہ ہماری جیب میں نو ہزار آنے پہنچ جائیں۔

ہمارے ایک نامہ نگار صاحب لکھتے ہیں۔ کہ اس جائداد کی تہائی کے مالک ایک معزز ہندو ہیں۔ جو ہندوؤں کے ایک مقدس استھان کے محافظ اور ایک گئوشالہ کے سکرٹری بھی واقع ہوئے ہیں۔ یعنی ایک طرف گائے کی حفاظت کے ذمہ دار بھی ہیں۔ اور دوسری طرف اپنے کمیلے میں ذبح ہونے والی گائیوں پر تین آنے فی گائے وصول بھی کر لیتے ہیں: ع

بامّا شراب خورد و بزاہد نماز کرد

بہر حال یہ نہایت دلچسپ قوم ہے خصوصاً اس کی زر پرستانہ دلچسپیاں تو شمار میں نہیں آ سکتیں

قادیان کے آریہ لالہ ملاوا مل جی سے سچی گواہی کا مطالبہ

لالہ ملاوا مل جی قادیانی آریہ وہ بزرگ ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صدہا نشانوں کے زندہ گواہ ہیں۔ چونکہ اب وہ عمر رسیدہ ہو چکے ہیں۔ اس لئے ایک مرتبہ پھر ان کو پبلک میں لایا جاتا ہے۔ تاکہ وہ حضرت کرشن اوتار مہدی معہود مرزا غلام احمد صاحب کے نشانوں کی تصدیق بذریعہ اشتہار یا بصورت پردہ پوشی حسب الخاموشی نیم رضاء کر جائیں۔ کیونکہ عمر کا کوئی اعتبار نہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے سکوت کی وجہ سے آنے والی نسلیں انہیں کلمہ خیر سے یاد نہ کر سکیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو اور نیز ان کے رفیق کار لالہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شربپت آنجہانی کو للکار کر مشتہر کیا تھا۔ کہ یہ دونوں بزرگ آریہ آپ کے صدہا نشانوں کے رویت کے گواہ ہیں۔ اور لکھا کہ ان کی گواہی مؤکد بعذاب ہو۔ پس منجملہ صدہا نشانوں کے ہم چند نشان ذیل میں درج کر کے لالہ جی سے التجا کرتے ہیں۔ کہ خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس طرح قسم کھا کر کسی اخبار میں یا بذریعہ اشتہار شائع کر دیں کہ "میں خدائے قہار کی قسم کھا کر اعلان کرتا ہوں کہ نہ میں نے مرزا غلام احمد صاحب کا کوئی نشان دیکھا اور نہ پیشگوئی قبل از وقوع سُنی اور نہ وہ نشان پورا ہوا۔ اور اگر اس بیان میں میں جھوٹا اور حق پوش ہوں۔ تو خدا مجھے اور میری اولاد کو سال کے اندر اندر تباہ کر دے۔ آمین۔ ولعنۃ اللہ علے الکاذبین" اے خدا تو ایسا ہی کر۔ آمین۔ چنانچہ منجملہ صدہا نشانوں کے چند نشان بطور نمونہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) ایک مرتبہ لالہ ملاوامل جی مرض دِق میں مبتلاء ہوئے۔ اور رو کر حضرت مسیح موعودؑ سے صحت کے لئے دعا کرائی۔ اور حضرت اقدسؑ کو الہام ہوا۔ قلنا یا نار کونی برداً و سلاماً یعنے اے تپ کی آگ ٹھنڈی ہو جا۔ چنانچہ یہ الہام لالہ جی کو سنایا گیا۔ اور چند روز بعد وہ راضی ہو گئے۔

(۲) لالہ صاحب کو بتایا گیا۔ کہ شنبہ کے روز آفتاب کے غروب کے بعد حضرت صاحب کے والد صاحب فوت ہو جاویں گے۔ اور یہ کہ انہیں کچھ غم نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ میں ان کا متکفل رہوں گا اور ان کی ساری حاجات پوری کرنے کے لئے میں کافی ہونگا۔ چنانچہ اس کے متعلق الہام "الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ" ہوا۔ اور مُہر پر کھُدوانے کے لئے لالہ صاحب موصوف کو ہی امرتسر بھیجا گیا۔ اس کے بعد جو خدا نے حضرت کی حاجات پوری کیں۔ اس کے نہ صرف لالہ صاحب بلکہ ہزارہا اہل قادیان و نواح گواہ ہیں۔

(۳) براہین احمدیہ مطبوعہ ۱۸۸۴ء میں الہام ہے "یاتون من کل فج عمیق و یاتیک من کل فج عمیق" یعنے بکثرت لوگ تیرے پاس آویں گے۔ اور بکثرت تحفہ تحائف تیرے پاس لاویں گے۔ ..... اس الہام کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس چند افراد کے سوا اور کوئی نہ ہوتا تھا۔ مگر بعد میں لاکھوں انسان پروانہ کی طرح آپ پر قربان ہو گئے۔

اب ہم لالہ ملاوامل جی آریہ سے بصد منت ملتجی ہیں۔ کہ سچی گواہی کو نہ چھپائیں۔ اور قوم کی خاطر اپنے دین و ایمان پر پانی نہ پھیریں۔ آخر دنیا چند روزہ ہے۔ اور پھر خدا سے واسطہ پڑے گا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ اپنا دین دھرم چھوڑ دیں۔ صرف اتنا کہلانا چاہتے ہیں۔ کہ آیا یہ واقعات جو آپکی یاد و علم میں وقوع پذیر ہوئے وہ سچے ہیں یا بناوٹی؟ ممکن ہے کہ لالہ صاحب مولوی ثناء اللہ کی طرح بغیر قسم مؤکد بعذاب انکاری ہوں۔ مگر ہم للکار کر چیلنج دیتے ہیں۔ کہ مذکورہ بالا الفاظ سے قسم کھا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انکاری نہیں ہو سکیں گے۔ اور اگر قسم کھا کر انکار کریں گے تو خدا ایک قہری نشان دکھائے گا۔ جس سے خدائی نشانوں کی ایسی تصدیق ہو گی۔ جیسے پنڈت لیکھرام کی موت سے خدا کے نشان کی تصدیق ہوئی تھی۔ باوجود ایسے غیرت انگیز الفاظ کے بھی اگر لالہ جی نے قسم کھا کر انکار یا اقرار نہ کیا۔ تب ساری دنیا گواہ رہیگی۔ کہ لالہ صاحب حق پوش ہو کر سچائی سے نہیں بلکہ قوم سے محبت رکھتے ہیں اور خدا سے نہیں بلکہ قوم سے ترساں و لرزاں ہیں۔ (سردار۔ عبدالرحمٰن بی۔ اے از قادیان)

سلطنتِ حبشہ کی بربادی اور اٹلی کا ظلم عظیم!

حبشہ پر اطالیہ کی فتح نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ دنیا ہمیشہ طاقتور کا ساتھ دیتی ہے اور غریب و کمزور کو دنیا میں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں سلطنت حبشہ اطالیہ کے مقابلہ میں کمزور تھی۔ اس لئے اطالیہ نے اس پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ اگر وہ برطانیہ۔ فرانس جرمنی اور روس جیسی حکومت ہوتی۔ تو اطالیہ کو اس پر قبضہ کرنے کا کبھی خیال نہ آتا۔ مگر عجیب بات یہ ہے کہ لیگ آف نیشنز جو دنیا میں امن قائم کرنے اور جنگجوئی کا خاتمہ کرنے کے لئے معرض وجود میں آئی ہے۔ اٹلی کی حبشہ سے مصالحت اور مفاہمت کرانے میں سخت ناکام رہی ہے۔ اٹلی نے حبشہ کو فتح کرنے میں جو جابرانہ اور وحشیانہ طرز عمل اختیار کیا ہے۔ اس سے لیگ آف نیشنز (جمعیت الاقوام) کے وقار پر کاری ضرب لگی ہے۔ بلکہ جہاں تک واقعات کا تعلق ہے۔ اس بات کے اظہار سے ایک حساس دل کو سخت صدمہ اور افسوس ہوتا ہے۔ کہ حبشہ کی مدد و اعانت کے لئے جمعیت الاقوام نے کوئی مؤثر قدم نہیں اٹھایا۔ بلکہ ہم یہ کہتے ہیں حق بجانب ہیں۔ کہ اٹلی کے حبشہ پر قابض ہونے میں جمعیت الاقوام کا ہاتھ ہے۔ اگر وہ چاہتی تو اٹلی کو کبھی اس قسم کی جرأت کرنے کا موقع نہ دیتی۔

اگر تمام امن پسند حکومتیں اٹلی کے عزائم مذمومہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو ما کام کرنا چاہتیں تو اس کی کوئی طاقت نہ تھی کہ وہ حبشہ کو غلام بنا سکتا۔ لیکن چونکہ دنیا سے بنی نوع انسان سے ہمدردی اور کمزوروں کی دستگیری کا جذبہ مفقود ہو گیا ہے۔ اس لئے تمام یورپین حکومتیں دور بیٹھی اٹلی کے حبشہ پر مظالم اور سفاکیوں کا تماشہ دیکھتی رہیں۔

اس میں کلام نہیں۔ کہ حبشہ نے اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے اپنے خون کے آخری قطرہ کو قربان کر دیا۔ ہزارہا حبشی سپاہی آزادیٔ وطن پر قربان ہو گئے۔ حبشی عورتوں اور مردوں نے قابل قدر ایثار کیا۔ اور بغیر کسی حکومت کی امداد کے اپنی طاقت سے بڑھ کر قربانیاں کیں۔ مگر اٹلی نے مہلک گیسوں۔ بمبار طیاروں اور دیگر جدید سامان حرب کے بل بوتے پر آخر سلطنتِ حبشہ کا چراغ گل کر دیا ؂

شکست و فتح تو قدرت کے ہاتھ میں ہے امیر
مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا

سابق سلطنتِ حبشہ اگرچہ عیسائیت کے دامن سے وابستہ تھی۔ لیکن مسلمانوں کو اس سے تیرہ سو سال سے ایک خاص اُنس تھا۔ اس اُنس و محبت کی وجہ یہ ہے۔ کہ جب مشرکین مکہ کی اذیتیں مسلمانوں پر حد سے بڑھ گئیں۔ تو دربار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بعض مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم صادر ہوا۔ اس وقت حبشہ پر ایک عادل اور رعیت پرور بادشاہ حکمران تھا۔ جو نجاشی کہلاتا تھا۔

ابتداء میں مہاجرین کا جو قافلہ مکہ سے حبشہ کی طرف روانہ ہوا۔ وہ گیارہ افراد پر مشتمل تھا۔ اس کے بعد اور مہاجرین بھی حبشہ میں پناہ گزیں ہو گئے۔ اور ان سب کی تعداد ۸۳ ہو گئی۔

کفار مکہ کی آتش غضب بیچارے مسلمانوں کے وطن چھوڑ دینے سے بھی نہ بجھی۔ ان کو اذیت دینے کے لئے وہ بھی حبشہ میں جا پہنچے۔ اور بادشاہ کے دربار میں یہ شکایت کی۔ کہ ہمارے کچھ باغی غلام فرار ہو کر آپ کے ملک میں آ گئے ہیں۔ اور اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر ایک نئے مذہب کے تابع ہو گئے ہیں ان کو اپنے ملک سے نکال دیجئے۔ اس کے علاوہ بادشاہ کو یہ کہکر اور بھی بدظن کرنے کی کوشش کی کہ ان کا عقیدہ حضرت عیسےٰؑ کے متعلق درست نہیں۔ آپ ان کو ہمارے حوالے کر دیں۔

منصف و عادل بادشاہ نے کہا کہ بغیر تحقیقات کئے میں ان کو اپنے ملک سے خارج نہیں کر سکتا۔ پس بادشاہ نے ان کو دربار میں طلب کیا۔ اور ان سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم لوگوں نے کونسا مذہب اختیار کیا ہے۔ حضرت علیؓ کے بڑے بھائی حضرت جعفرؓ نے جواب دیا۔ کہ حضور ہم لوگ پہلے ایسے بے دین تھے۔ کہ بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ بے حیائی کے کام۔ قطع رحمی اور ہمسائیوں سے بدسلوکی کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک ایسا رسول مبعوث فرمایا۔ جس نے ہم کو خدائے واحد کی طرف دعوت دی۔ تاکہ ہم اس کی توحید پر ایمان لائیں۔ اسی کی عبادت کریں۔ بت پرستی کو چھوڑ دیں۔ اور اس نے ہم کو سچ بولنے رشتہ داروں۔ ہمسائیوں سے نیک سلوک کرنے کی ہدایت دی۔ جنگجوئی اور خونریزی سے منع کیا۔ پس ہم نے اس کی تصدیق کی اور اس پر ایمان لے آئے۔ اس کے باعث یہ لوگ ہم پر ظلم و تعدی کرنے لگے۔ اور ہم کو طرح طرح کے عذاب کا تختۂ مشق بنانے لگے۔ تاکہ ہم بت پرستی کی طرف پھر رجوع کریں۔ اس لئے ہم اس ملک کو چھوڑ کر آپ کے زیر سایہ آ گئے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ آپ جیسے عادل بادشاہ کے روبرو ہم پر کسی قسم کا بیجا ظلم نہ ہوگا۔

نجاشیؓ نے یہ تقریر سُن کر حضرت جعفرؓ سے کہا کہ اس کتاب میں سے جو تمہارے پیغمبر پر اُتری ہے کچھ یاد ہے۔ تو سناؤ۔ آپ نے سورۃ مریم کی ابتدائی آیتیں تلاوت فرمائیں۔ جس سے حاضرین دربار پر ایسا گہرا اثر ہوا۔ کہ نجاشی اور درباری زار زار رونے لگے۔ اور نجاشی نے ایک تنکا اُٹھا کر کہا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے خدا کا بندہ ہونے میں اس تنکا کا فرق نہیں ہے۔

غرض بادشاہ نے مسلمانوں کو کفار مکہ کے حوالہ کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اور اس نے برملا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی عبودیت کا اقرار۔ اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان کا اعلان کیا۔ اور ایک خط رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جناب میں لکھا۔

اس کے علاوہ جب نجاشی کی وفات کی خبر دربار رسول اللہؐ میں پہنچی۔ تو حضورؐ نے اس کا جنازہ غائبانہ پڑھا۔

یہ واقعات ہیں۔ جن کے باعث مسلمانوں کو اس بلالستان یعنی حبشہ سے قدرتی طور پر محبت ہے۔ اگرچہ سلطنت حبشہ کا شکست خوردہ بادشاہ نیگس نامی عیسائیت سے وابستہ ہے لیکن مسلمانوں کو اس سے ہمدردی ہے۔ وہی ہمدردی جو ایک کمزور کو طاقتور کے ظلم و ستم اور جور و استبداد کا تختۂ مشق بنتے ہوئے دیکھ کر قدرتی طور پر ہوتی ہے۔

آخر میں ہم اٹلی کے مختار مطلق مسولینی نامی کے اس فرعونی نعرے کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں۔ جو اس نے فتح حبشہ کے بعد دو لاکھ کے اجتماع عظیم میں دوران تقریر میں لگایا ہے۔ کہ:-

"آخر کار اطالیہ نے اپنی سلطنت حاصل کر لی ہے۔ ایک فسطائی سلطنت جو کبھی نہ مٹنے والے ارادہ و عزم کے نشانات اور قدیمی رومی روایات کی حامل ہے۔ یہ ایک امن پسند سلطنت ہے۔ کیونکہ اطالیہ خود اپنے لئے اور غیروں کے لئے امن کا طالب ہے البتہ جو ہماری مخالفت ہتھیاروں سے کریگا ہم اس کا مقابلہ کرینگے۔ یہ سلطنت وہ منزل مقصود ہے۔ جس کی خاطر اطالیہ کی نوجوان فوج کی کامل چودہ سال سے تربیت ہو رہی تھی۔ یہ روما کی روایات میں شامل ہے کہ فتح حاصل کرنے کے بعد مغلوب اقوام کو اپنے

ساتھ ملا لیا جاتا ہے۔ اس سے ہماری تاریخ کا ایک باب ختم ہوتا ہے۔ اور ایک نئے باب کا افتتاح ہوتا ہے۔ ہمارے سامنے اب ایک عظیم الشان دروازہ ہے۔ جو مستقبل کے امکانات کی طرف ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ کیا تم اس کے اہل ثابت ہو گے؟"

اس سوال کی تائید میں مجمع کی طرف سے نعرے بلند ہوئے۔ مسولینی نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"یہ نعرے ایک بڑے حلف کے مترادف ہیں جو تمہیں خدا اور لوگوں کے سامنے زندگی اور موت کے لئے پابند کرتا ہے"

ناظرین! غور کریں۔ مسولینی کی مندرجہ بالا تقریر کا ایک ایک لفظ کس قدر فرعونیت کے رنگ میں ڈوبا ہوا ہے۔ اگر اس نے اس بیداری کے زمانہ میں حبشیوں پر غلامی کا شکنجہ کس دیا ہے۔ تو کل اس پر بھی کسا جائیگا ظالم جلد کیفر کردار کو پہنچ جاتے ہیں۔ بمصداق؎

اے سکندر نہ رہی تیری بھی عالمگیری
کتنے دن آپ جیا کس لئے دارا مارا

مسولینی فتح کی خوشی میں قہقہے اڑا رہا ہے۔ اور فرطِ مسرت سے پھولا نہیں سماتا۔ لیکن یہ عارضی اور ہنگامی مسرت ہے۔ اور اس کا انجام نہایت ہولناک نظر آتا ہے؎

کوئی بے پردہ دیکھے صورتِ لبہائے خنداں کو
یہ وہ پردہ ہے جس کی تہ میں آنسو جھلملاتے ہیں

اس کے علاوہ مسولینی جیسے انسان کی ہنگامی عشرت پر مندرجہ ذیل شعر صادق آتا ہے؎

عشرتِ یک نفس میں ہے رنج دوام مستتر
یعنی شرر کی موت ہے خندۂ بے ثبات میں

اس وقت جب کہ ہر ملک غلامی کی زنجیروں کو توڑ رہا ہے۔ بدنصیب حبشہ کا اطالیہ کی غلامی کی زنجیروں سے جکڑا جانا موجودہ تہذیب کے دامن پر ایک بدنما داغ ہے؛

(تنظیم)

غیر احمدی مشن!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نکاح والی پیشگوئی پر اعتراض

اعتراض ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئیاں غلط ثابت ہوئیں۔ جیسے محمدی بیگم والی پیشگوئی۔

جواب۔ یہ بالکل غلط بات ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی کوئی پیشگوئی غلط ثابت ہوئی۔ ہاں کوتہ بین شخص کے لئے بیشک اعتراض کا موقعہ ہے مگر بصیرت والے لوگ اس امر سے خوب واقف ہیں کہ یہ پیشگوئی روز روشن کی طرح پوری ہوئی۔

زیادہ وضاحت کے لئے ہم ناظرین کے سامنے پورا واقعہ رکھتے ہیں۔ جس سے اندازہ لگ جاوے گا۔ کہ آیا پیشگوئی پوری ہوئی یا کہ نہیں۔

مرزا احمد بیگ ایک شخص ہوشیار پور کا رہنے والا تھا۔ خدا کی ہستی کا بالکل منکر تھا۔ اور اسی وجہ سے حضرت اقدس نے اس کے لئے دو قسم کے نشانات بیان فرمائے۔ ایک وعدہ کے رنگ میں اور ایک وعید کے رنگ میں۔ اور وہ اس طرح کہ اگر تم اپنی لڑکی کی شادی مجھ سے کر دو گے۔ تو خدا تعالےٰ کے فضلوں کے وارث ٹھہرائے جاؤ گے۔ اور اگر نہ کرو گے تو تم دو سال کے اندر مر جاؤ گے۔ اور جس سے تم لڑکی کی شادی کرو گے وہ ۲½ سال میں مر جاوے گا۔ اس نے وعیدی پیشگوئی کو اختیار کیا اور لڑکی کی شادی نہ کی۔ چنانچہ وہ دو سال کے اندر بمقام ہوشیار پور مر گیا۔ اس کا داماد یہ دیکھ کر کہ جس کی میعاد زیادہ تھی۔ وہ اتنی جلدی مر گیا۔ تو میرا کیا حشر ہوگا۔ اپنی شرارت سے باز آ گیا۔ اور ایک مراسلہ لکھا۔ جس میں اس نے تحریر کیا۔ کہ میں ہمیشہ سے آپ کو نیک اور پارسا۔ شریف النفس خدا یاد۔ اسلام کا خدمت گذار سمجھتا رہا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ جو ابھی تک اصلی صورت میں موجود ہے اور ہماری کتابوں میں اس کی بارہا نقل شائع کی جا چکی ہے۔ پس چونکہ اس نے اپنی طبیعت میں تغیر پیدا کیا۔ اس لئے خدا تعالےٰ کے نشانات جو صرف ڈرانے کی غرض سے ہوتے ہیں۔ اس سے ٹل گئے۔ کیونکہ جبکہ مقصد کسی کام کا حل ہو گیا۔ تو پھر اس کام کے کرنے سے کیا فائدہ۔ خدا تعالیٰ ایک رحمٰن و رحیم ذات ہے وہ اپنے بندوں پر ان کی ذرا سی توجہ سے بھی عذاب کو ٹال دیتا ہے وہ انسانوں کی طرح تنگ ظرف واقع نہیں ہوا۔ کہ اس کو کسی سے کوئی دشمنی ہے وہ اپنے بندوں سے نہایت شفقت کرنے والی ہستی ہے۔ پس احمد بیگ کے داماد سے عذاب ٹل گیا۔ تو صرف اسی وجہ سے کہ وہ شرارت سے باز آیا اور ایسا ہونا کوئی محذور نہیں۔ انبیاء سابقین کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے اس کی پوری تصدیق ہو سکتی ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر چالیس دن کے بعد عذاب نازل ہونے کی پیشگوئی کی گئی۔ مگر چالیس دن کے بعد ان پر عذاب نہ آیا۔ کیونکہ جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت یونسؑ کی پیشگوئیاں عام طور پر درست نکلتی ہیں۔ وہ ڈرے اور توبہ کی اور اپنی شرارت سے باز آ گئے۔ چنانچہ حضرت یونسؑ اس بات کو دیکھ کر سخت گھبرائے۔ اور فرمایا۔ لن ارجع الیھم کذابا۔ یعنے میں ان کی طرف اب جھوٹا بن کر کبھی نہیں جاؤں گا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر سے عذاب ان کی ذرا سی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو جسے ٹل جاتے رہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ وما نریھم من اٰیۃٍ الا ھی اکبر من اختھا واخذنٰھم بالعذاب لعلھم یرجعون۔ وقالوا یاایّہ السّحر ادع لنا ربک بما عھد عندک اننا لمھتدون۔ فلمّا کشفنا عنھم العذاب اذا ھم ینکثون (پ ۲۵ سورہ زخرف ع ۵)

اللہ تعالیٰ نے یہاں پر حضرت موسےٰؑ کی قوم کی حالت بیان فرمائی۔ کہ ہم نے ان کو ایک دوسرے سے بڑھ کر نشانات دکھلائے۔ اور پھر ہم نے ان کو عذاب میں گرفتار کیا۔ تاکہ شرارتوں سے باز آویں۔ (جب عذاب آیا تو) انہوں نے کہنا شروع کیا اے جادوگر ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کر بسبب اس کے کہ اس نے تیرے سے وعدہ کیا ہے۔ اب ہم شرارتیں چھوڑ دیں گے۔ پس جب ہم نے اُن سے عذاب کو ہٹا دیا۔ انہوں نے پھر وعدہ توڑ دیا۔"

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی قوم سے عذاب ٹل گیا۔ جب انہوں نے معمولی سی توجہ کی۔ پس جب قرآن کریم نے اس بات کی صراحت کر دی۔ تو حضرت مرزا صاحبؑ کے الہام پر اعتراض کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ کیا حضرت موسےٰؑ کی قوم سے تو عذاب صرف یہ کہنے سے ٹل سکتا ہے۔ کہ

"اے جادوگر ہمارے لئے دعا کر دو" اور احمد بیگ کے داماد کے یہ کہنے سے کہ "میں مرزا صاحب کو نیک۔ بزرگ۔ اسلام کا خدمت گذار شریف النفس۔ خدا یاد خیال کرتا ہوں" عذاب نہ ٹلیگا۔ پس بے شک مرزا سلطان احمد داماد مرزا احمد بیگ کی موت کی پیشگوئی تھی۔ مگر اس نے توبہ و استغفار کیا۔ اور عذاب ٹل گیا۔ جیسے کہ ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ پہلے انبیاء کے وقتوں میں بھی ایسا ہوتا رہا۔ علاوہ ازیں مرزا سلطان احمد جن کے متعلق یہ پیشگوئی تھی۔ وہ ابھی تک زندہ موجود ہے۔ اور جب دشمنان مسیح موعودؑ نے شور مچایا کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ تو حضرت اقدسؑ نے فرمایا۔ کہ چونکہ اس نے توبہ سے کام لیا۔ اس لئے عذاب ٹل گیا۔ اور آپ نے ایک خاص پیرایہ میں لوگوں کو غیرت دلائی۔ کہ تم اس سے جاکر تکذیب کا اشتہار دلاؤ۔ پھر دیکھو خدا کیا کرتا ہے۔ چنانچہ انجام آتھم کے حاشیہ صہ ۳۲ پر حضور علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔

"فیصلہ تو آسان ہے۔ احمد بیگ کے داماد سلطان احمد کو کہو۔ کہ تکذیب کا اشتہار دے پھر اس کے بعد جو میعاد خدا مقرر کرے۔ اگر اس سے اس کی موت تجاوز کرے تو میں جھوٹا ہوں۔"

پھر آگے چل کر فرماتے ہیں۔ کہ

"ضرور ہے کہ یہ وعید کی موت اس سے تھمی رہے۔ جب تک کہ وہ گھڑی آجائے کہ اس کو بیباک کر دے۔ سو اگر جلدی کرنا ہے۔ تو اٹھو اور اس کو بے باک اور مکذب بناؤ۔ اور اس سے اشتہار دلاؤ اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو۔"

باوجود ان غیرت ناک الفاظ کے کوئی مخالف سامنے نہ آیا۔ اور اس کو ایسے کام پر کبھی جرأت نہ ہوئی۔ پس پیشگوئی ٹل گئی۔ تو اس لئے اس نے توبہ کی۔ اور ایسا پچھلے نبیوں کے وقت ہوتا رہا۔ پھر علماء امت نے اس کے متعلق صاف تصریح فرمائی ہے۔ کہ وعیدی (جس میں ڈرایا گیا ہو) پیشگوئی ٹل جاتی ہے۔ یہاں ان تمام باتوں کا نقل کرنا مشکل ہے۔ البتہ ایک دو اقوال نقل کئے جاتے ہیں۔

کتاب ارشاد الفحول میں لکھا ہے۔

قال الشافعی لایجب الوفاء بالوعد وانّما یسمّٰی من لم یف بالوعد مخلفًا لا کاذبًا وھذا التفصیل جزم بہ سلیمٌ وجزی بہ البیضاوی فی المنھاج وسبقھما الیہ ابوالحسین بن القطان۔ واما بالوعید فلکونہ عفوا لا یمتنع من اللہ سبحانہٗ بل ھو حسن یمدح فاعلہ من غیرہ ویمدح بہ فی نفسہ۔

ترجمہ۔ شافعیؒ نے کہا کہ وعدہ کی وفا واجب نہیں۔ کیونکہ جو وعدہ کی وفا نہ کرے۔ اُسے مخلف کہتے ہیں۔ کاذب نہیں کہتے۔ اس تفصیل پر سلیم نے بھی یقین کیا۔ اور بیضاوی نے بھی منہاج میں یہی بیان کیا۔ اور ان دونوں سے پہلے ابوالحسن بن القطان نے بھی یہی فیصلہ کیا ہے۔ اور وعید کا ٹل جانا اللہ تعالیٰ سے ممتنع نہیں۔ کیونکہ یہ عفو ہے بلکہ یہ اچھی بات ہے۔ اور عذاب ٹلا دینے والی کی مدح کی جاتی ہے۔"

جلی الفاظ قابل غور ہیں۔ جس میں سے صاف مترشح ہوتا ہے کہ وعید کی پیشگوئی ٹل جاتی ہے اور اس کا ٹلنا ناجائز نہیں۔ بلکہ جائز اور درست ہے۔ زرکشی جو وعدہ کے ٹلنے کا قائل نہیں۔ وہ بھی وعید کے بارے میں لکھتا ہے امّا فی الوعید فنسخہٗ جائزٌ کما قال ابن السمعانی قال ولا یعد ذالک خلفہ بل عفوًا وکرمًا۔

ترجمہ۔ وعید کا نسخ جائز ہے۔ جیسا کہ ابن السمعانی نے بھی کہا اور یہ خلف وعدہ نہیں کہلائیگا۔ بلکہ اسے عفو کرم پر محمول کیا جاویگا۔"

پس ان باتوں سے ہمارا مطلب ثابت ہوتا ہے اور مخالفین کا اعتراض بالکل غلط ثابت ہوتا ہے۔

ایڈیٹر کی درخواست دعا

جیسا کہ میں گذشتہ پرچہ میں عرض کر چکا ہوں کہ میں ۳۰ اپریل سے بیمار ہوں۔ الحمد للہ کہ اب صحت ہو رہی ہے لیکن کمزوری اس قدر ہے کہ میں دس قدم چلنے کے قابل نہیں ہوں۔ احباب دردِ دل سے اپنے خادم کی صحت کاملہ کیلئے دعا فرمائیں نیز دعا کریں کہ فاروق کی درخواست جو دوسری مطبع میں اخبار چھپوانیکی دی ہوئی ہے جلد منظور ہو جائے جس کے بغیر اخبار ٹھیک وقت پر شائع نہیں ہوتا۔

(خاکسار میر قاسم علی ایڈیٹر فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ثنائی مشن

آخری فیصلہ والی دُعا و مباہلہ کا امرتسری اہلحدیث کیطرف سے فرار و انکار

۲۲ر مئی کے اہلحدیث میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے حضرت مسیح موعودؑ کی دعا مباہلہ والا اشتہار شائع کر کے دنیا کو دھوکہ دینا چاہا ہے۔ کہ مرزا صاحب علیہ السلام کی وفات اس دعا مباہلہ کے مطابق واقعہ ہوئی ہے۔ اس کے جواب میں ناظرین فاروق کے لئے امرتسری اہلحدیث کا وہ جواب بلفظہٖ نقل کر دیتے ہیں۔ جو اس نے اس آخری فیصلہ کا دیا تھا جس سے ساری حقیقت ظاہر ہو جائیگی۔

جب مولوی ثناء صاحب کے پاس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا اعلان جس کی سُرخی ایڈیٹر صاحب بدر نے "مولوی ثناء اللہ سے آخری فیصلہ" لکھی تھی بذریعہ اخبار بدر پہنچا۔ تو امرتسری بُزدل نے اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء میں زیر عنوان "قادیانی کرشن جی جان چھُڑاتے ہیں"۔ حضرت صاحب کا اعلان درج کر کے مندرجہ ذیل جواب اس کا شائع کیا۔

"جواب۔ اس ساری لمبی چوڑی تحریر کا جو شیطان کی آنت سے بھی زیادہ طویل ہے۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ کرشن جی دعا کرتے ہیں۔ کہ جھوٹا سچے سے پہلے طاعون ہیضہ وغیرہ سے مر جائے۔ اس جواب میں آپ نے کئی طرح سے دجل اور فریب سے کام لیا ہے۔

(اوّل) یہ کہ اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی۔ اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کر دیا۔

(دوم) یہ کہ اس مضمون کو بطور الہام کے شائع نہیں کیا۔ بلکہ یہ کہا ہے۔ کہ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں۔ بلکہ محض دعا کے طور پر ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اگر تم مر گئے۔ تو تمہارے دام افتادہ "خس کم جہاں پاک" کہہ کر یہ عذر کریں گے۔ کہ حضرت صاحب کا یہ الہام نہیں تھا۔ بلکہ محض دعا تھی۔ یہ بھی کہہ دینگے۔ کہ دعائیں تو بہت سے نبیوں کی بھی قبول نہیں ہوئیں۔ دیکھو حضرت نوحؑ کی دعا قبول نہ ہوئی۔ بلکہ وہ آپ ہی کی دعاؤں میں بہت سی مثالیں دیدینگے۔ کہ قبول نہیں ہوئیں۔ آپ نے تین سال کے اندر فیصلہ ہو جانے کی دعا کی تھی جو قبول نہ ہوئی۔ حالانکہ آپ نے لکھا تھا۔ کہ اگر یہ قبول نہ ہوئی۔ تو میں اپنے آپ کو کافر، مردود، کذّاب اور دجّال سمجھوں گا۔ جس کی تفصیل گذشتہ نمبر میں ہو چکی ہے۔

(سوم) یہ کہ میرا مقابلہ تو آپ سے ہے۔ اگر میں مر گیا۔ تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے۔ جبکہ (بقول آپ کے) مولوی غلام دستگیر قصوری مرحوم مولوی اسمٰعیل علی گڑھی مرحوم اور ڈاکٹر ڈوئی امریکن اسی طرح سے مر گئے ہیں۔ تو کیا لوگوں نے آپ کو سچا مان لیا ہے؟ ٹھیک اسی طرح اگر یہ واقعہ بھی ہو گیا۔ تو کیا نتیجہ؟

(چہارم) آپ نے بڑی چالاکی کی۔ کہ دیکھا کہ ان دنوں طاعون کی شدت ہے۔ خصوصاً صوبہ پنجاب میں سب صوبوں سے زیادہ ہے بالخصوص پنجاب کے دار السلطنت لاہور میں جو امرت سے بہت قریب ہے۔ یہ کیفیت ہے کہ مُردوں کا اُٹھانا مشکل ہو رہا ہے۔ ایسی صورت میں ہر ایک شخص طاعون سے خائف ہے۔ اور کوئی آج اگر ہے تو کل کا اعتبار نہیں۔ اور دیکھنے میں بھی ایسا ہی آیا ہے کہ وہ ہے تو یہ نہیں۔ یہ ہے تو وہ نہیں۔ ایسے وقت میں طاعون ہیضہ وغیرہ کی موت کی دعا محض حسن بن صباح کی دعا کی طرح ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ جہاز ڈوبنے لگا ہے۔ تو بلند آواز سے کہدیا۔ کہ مجھے الہام ہوا ہے۔ جہاز نہیں ڈوبے گا۔ جس سے اس کی یہ غرض تھی۔ کہ اگر ڈوب گیا۔ تو سب مر جائیں گے کون میرے کذب پر مجھے الزام دیگا۔ اور اگر بچ رہا۔ تو سارے معتقد ہو جائیں گے۔ یونہی چال تمہاری ہے۔ کہ اگر مخالف مر گیا۔ تو تمہاری چاندی ہے۔ اور اگر خود بدولت خس کم جہاں پاک ہو گئے۔ تو کوئی قبر پر لات مارنے آئے گا؟

(پنجم) تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کُن نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مسلمان تو طاعونی موت کو بموجب حدیث شریف کے ایک قسم کی شہادت جانتے ہیں۔ پھر وہ کیوں تمہاری دعا پر بھروسہ کر کے طاعون زدہ کو کاذب جانیں گے۔

(ششم) آپ نے ایک چالاکی یہ کی۔ کہ پہلے تو صرف طاعون یا ہیضہ سے موت کی دُعا کی۔ مگر اخیر میں آکر یہ بھی کہدیا کہ یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اس تعمیم کرنے سے آپ کی غرض وہی ہے۔ جو آتھم کے معاملہ میں آپ نے ظاہر کی تھی۔ کہ موت کی پیشگوئی جب جھوٹی نکلی۔ تو بات بنالی۔ کہ چونکہ وہ امرتسر سے فیروزپور تک چلا گیا۔ اور چُپ کر رہا۔ پس یہی موت کے برابر ہے۔ چہ خوش ؎

من خوب مے شناسم پیرانِ پارسا را

(ہفتم) آپ نے پہلے اپنے گذشتہ مضمون مندرجہ اہلحدیث ۱۹ر اپریل کے فقرہ نمبر ۴ میں لکھا تھا۔ کہ خدا کے رسول چونکہ رحیم و کریم ہوتے ہیں اور ان کی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے۔ کہ کوئی شخص ہلاکت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور مصیبت میں نہ پڑے" مگر اب کیوں آپ میری ہلاکت کی دعا کرتے ہیں۔

مرزائیو! بتلا سکتے ہو۔ یہ تہافت اور تخالف کیوں ہے۔ ایک ہی ہفتہ میں اتنا اختلاف کیوں ہوا۔ سچ ہے۔ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً۔

مختصر یہ کہ میں تمہاری درخواست کے مطابق حلف اُٹھانے کو طیار ہوں۔ اگر تم اُس حلف کے نتیجے سے مجھے اطلاع دو۔ اور یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اسکو منظور کر سکتا ہے۔

مرزائیو۔ تمہارا گرو اور تم کہا کرتے ہو۔ کہ مرزا صاحب منہاج نبوت پر آئے ہیں۔ کسی نبی نے بھی اس طرح اپنے مخالفوں کو اس طریق سے فیصلہ کرنے کی طرف بلایا ہے؟ بتلاؤ تو انعام لو۔ ورنہ منہاج نبوت کا نام لیتے ہوئے شرم کرو۔ شرم۔ شرم۔ شرم۔

اس مضمون پر ایک نوٹ بھی لکھا ہے۔ جو حسب ذیل ہے:۔

"**نوٹ**۔ آپ اس دعویٰ میں قرآن شریف کے صریح خلاف کہہ رہے ہیں۔ قرآن تو کہتا ہے۔ کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔ سنو! من کان فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمٰن مداً۔ (پ۱۶ ع۸) اور انما نملی لھم لیزدادوا اثماً۔ (پ۴ ع۹)، اور یمدھم فی طغیانھم یعمھون (پ۱ ع۲) وغیرہ آیات تمہارے اس دجل کی تکذیب کرتی ہیں۔ اور سنو! بل متعنا ھٰؤلاء وآباءھم حتیٰ طال علیھم العمر (پ۱۷ ع۴)۔ جن کے صاف یہی معنی ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کر لیں۔ پھر تم کیسے من گھڑت اصول بتلاتے ہو۔ کہ ایسے لوگوں کو بہت عمر نہیں ملتی۔ کیوں نہ ہو۔ عوئی تو مسیح کرشن اور محمد احمد بلکہ خدائی کا ہے اور قرآن میں یہ لیاقت؟ ذالک مبلغھم من العلم (نائب ایڈیٹر)"

امتحان پاس کرکے اب کیا کریں

پچھلے ہفتہ پنجاب یونیورسٹی کے امتحان میٹرک کا نتیجہ نکلا ہے۔ جو بتاتا ہے۔ کہ تیرہ ہزار سات سو سے زیادہ طلباء میٹرک کا سرٹیفکیٹ لینے کے حقدار ہو گئے ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی کی طرح دوسری صوبجاتی یونیورسٹیوں نے بھی ہزاروں کی تعداد میں طلباء کامیاب کئے ہونگے۔ ان کے علاوہ ایف اے بی۔ اے اور ایم۔ اے بھی میدان میں آئینگے۔ سکولوں اور کالجوں کے منتظمان پہلے ہی اپنے نتائج کے اعلیٰ ہونے کا فخر کر رہے ہیں۔ لیکن اب کامیاب طلباء اور ان کے والدین کے سامنے جو سوال درپیش ہوگا۔ وہ یہ ہے کہ وہ اب کیا کریں؟ تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لئے کوئی ایسا میدان نہیں کہ جس میں وہ کام کر کے اپنی آئندہ زندگی کا کچھ پروگرام بنا سکیں۔ بے کار ہونا ہی کچھ کم مصیبت نہیں۔ اس پر والدین کی اپنے فرض سے سبکدوشی کی ذہنیت اپنے بے کار بیٹوں کو خانہ داری کے جھمیلوں میں پھنسا کر اور بھی دکھی بنا دیتی ہے۔ نتیجہ کے نکلتے ہی کئی ناکام طلباء کی خودکشی کی خبریں آتی ہیں۔ لیکن اسی پر ہی بس نہ سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ ایسے واقعات میں دن دونا اضافہ ہی ہوگا۔ جو کامیاب ہو چکے ہیں۔ وہ بھی کامیاب نہیں۔ زندگی کو کامیابی سے نبھانے کے لئے متاہل ہونا ضروری ہے اور اس کے لئے چاہیئے باعزت روزگار۔ لیکن وہ آئے کہاں سے۔ یہ سوال ہے جسے نہ صرف طلباء کے والدین کو بلکہ یونیورسٹی کو بھی سوچنا چاہیئے۔ ضرورت ہے کہ موجودہ طریقہ تعلیم میں تبدیلی لائی جائے۔ اور دستکاری کی تعلیم لازمی قرار دیکر کامیاب طلباء کو صحیح معنوں میں کامیاب کہلانے کا موقعہ دیا جائے۔

سکولوں اور کالجوں کے طالبعلم

آج کل یہ شکایت عام ہے کہ سکولوں اور کالجوں کا تعلیمی معیار بہت گر رہا ہے۔ طالب علموں میں علمی اور ادبی ذوق پیدا نہیں کیا جاتا۔ یہاں تک کہ طالب علم سکولوں اور کالجوں میں اپنی عمر کا ایک خاصہ حصہ گزارنے کے بعد بھی اس قابل نہیں ہوتے۔ کہ علم کے کسی شعبہ میں یا کسی خاص زبان پر عبور حاصل کر سکیں۔ خطوط لکھنے میں معمولی املا کی نہایت شرمناک غلطیاں کی جاتی ہیں۔ اردو کا خط لکھتے وقت انگریزی الفاظ کا تانتا بندھ جاتا ہے۔ گویا صاحب بہادر سیدھے انگلستان سے تشریف فرما ہوئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ ابتدائی تعلیم کا معیار بیحد ناقص ہو گیا ہے۔ ادبی و علمی شوق تو درکنار رہا۔ اخلاق کے معمولی لوازمات مثلاً ہمدردی۔ مروت۔ احسان۔ بزرگوں کا ادب۔ چھوٹوں سے پیار بالکل عنقا ہو رہے ہیں۔

ایک وہ زمانہ بھی تھا۔ کہ جب تحصیل علم کے لئے باقاعدہ مدرسے نہ تھے۔ نہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کی سربفلک عمارتیں نظر آتی تھیں۔ نہ کرسیوں اور میزوں کی آرائش کا بندوبست تھا۔ نہ گھنٹیاں بجتی تھیں۔ نہ رجسٹروں کا انبار نظر پڑتا تھا۔ نہ فیس لی جاتی تھی۔ نہ ہی سوٹ۔ بوٹ۔ ہیٹ والے طلباء موجود تھے۔ ایک طالب علم تحصیل علم کے لئے اپنے گھر سے نکل جاتا تھا۔ اور بارہ بارہ چودہ چودہ سال تک کسی عالم دین سے جاکر علوم و معارف کے اسرار و رموز سے واقفیت حاصل کرتا تھا۔ جن کو یورپ کے فلسفی برسوں تک نہ سمجھ سکے۔ یا آج یہ حال ہے۔ کہ زمانے بھر کی سہولتیں مہیا ہونے کے باوجود سکولوں اور کالجوں کی ٹکسالیں نہایت ہی کھوٹے سکے پیدا کر رہی ہیں۔ طالب علموں میں مردانگی کی بجائے بزدلی شجاعت کی بجائے نسائیت پیدا ہو رہی ہے۔ نہ ذہنی حالت اچھی ہے۔ اور نہ جسمانی ہر لحاظ سے گراوٹ ہی گراوٹ نظر آ رہی ہے۔ آج کل ہر طالب علم کو ہر وقت سامان آرائش اور سنگار کی فکر رہتی ہے۔ تیل۔ پوڈروں اور کریموں کی تلاش ہے۔ بدن میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چُستی لطافت پیدا کرنے کی بجائے نزاکت اور لچک پیدا کرنے کی فکر کی جا رہی ہے۔ پھر اگر ان حالات میں ملکی نوجوانوں کی زندگی کا معیار پست ہو جائے تو کونسی تعجب کی بات ہے۔ خدا تعالیٰ ہم پر اور ہمارے نوجوانوں پر رحم کرے۔

اگر ہمیں اظہار حق کی اجازت ہو تو ہم بلا تامل کہیں گے۔ کہ اس پستی کے لئے جہاں طالب علم ذمہ وار ہیں۔ وہاں والدین اور اُستاد صاحبان اور حکومت وقت بھی بہت حد تک ذمہ وار ہیں۔ اگر مستقبل قریب میں اصلاح نہ ہوئی۔ اور پبلک اور حکومت نے موجودہ علمی۔ ادبی و اخلاقی حالت کو درست نہ کیا تو ہندوستان کی آئندہ نسلوں کا ستیاناس ہو جائے گا۔ تعلیم کے معیار کی پستی کے متعلق ہر روز شکایات ہو رہی ہیں۔ لیکن تا حال اس کی اصلاح کے لئے کوئی مؤثر قدم نہیں اٹھایا جاتا۔

کیا پبلک اور حکومت اس طرح خاموشی کے ساتھ اس قسم کے واقعات کو دیکھتی رہے گی۔ اور اصلاح کی طرف کوئی قدم نہ اُٹھایا جائیگا۔

مسلمانوں کی نمائندہ جماعت

جس روز سے لاہور کی مسجد شاہ چراغ کو گورنمنٹ پنجاب نے مسلمانوں کے حوالے کر دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اُسی روز سے تمام اسلامی انجمنیں اس فکر میں سرگرداں ہیں۔ کہ وہ اپنے آپ کو نمائندہ جماعت ظاہر کر کے اس مسجد کی جائداد پر قابض ہو جائیں۔ چنانچہ ہر اگلے روز ایک نئی مسلم انجمن پیدا ہو جاتی ہے۔ جو کہ ریزولیوشن پاس کر کے گورنمنٹ کو یقین دلاتی ہے کہ وہی مسلمانوں کی نمائندہ جماعت ہے۔ گورنمنٹ بھی تذبذب میں پڑ گئی ہے اور وہ معاملہ سلجھاتے سلجھاتے خود الجھن میں پھنس گئی ہے۔ اور اس کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ کہ کسے وہ مسلمانوں کا نمائندہ قرار دے؎

ظلم کی انتہاء

حبشی قوم کو مہذب بنانے کے بہانے اٹلی نے ابیسینیا پر جو ظلم کیا ہے۔ اس کا ایک زمانہ گواہ ہے۔ ابی سینیا کو فتح بھی کیا۔ تو زہریلی گیسوں کا استعمال کیا گیا۔ اور ہوائی جہازوں سے بم گرائے گئے۔ اس پر ہی اکتفا نہیں کی گئی۔ بلکہ اب بھی جور و ستم ڈھایا جا رہا ہے۔ چنانچہ رپورٹر کی اطلاع ہے کہ جن لوگوں پر لوٹ مار کا شبہ ہے۔ انہیں تیس تیس چالیس چالیس کے گروہوں میں اکٹھا کر کے مشین گنوں سے اُڑایا جاتا ہے۔ تمام قانون معطل ہو چکا ہے۔ مارشل لا جاری ہے۔ محض شک کی بنا پر لوگوں کو سخت سزائیں دی جا رہی ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہوگا۔ ظلم کی ڈوری لمبی نہیں ہوتی۔ اور گو بظاہر کوئی ظالم قوم پھلتی پھولتی نظر آ رہی ہو۔ لیکن سچ تو یہ ہے کہ پاپوں کی کشتی بھر کر ڈوبتی ہے اور اس کا انجام برا ہی ہوگا۔

سوامی دیانند اور رامابائی

آریہ سماج کی پراچے نام کی ایک کتاب سناتنی پنڈت سری کرشن شاستری کے میرٹھ کیس کے سلسلہ میں سناتنیوں کی طرف سے چھپوائی گئی ہے۔ اس کتاب کی بنا پر سناتنی ہندو لیکچرار کہتے پھرتے ہیں کہ سوامی دیانند کا رامابائی کے ساتھ ناجائز تعلق تھا۔ جس کے لئے یہ دلیل دیتے ہیں۔ کہ پنڈت سری کرشن شاستری نے ہاپوڑ میں مباحثہ کے دوران میں سوامی دیانند پر رامابائی سے ناجائز تعلق کا الزام لگایا تھا۔ جس پر آریہ سماجیوں نے مقدمہ چلایا۔ اور وہ میرٹھ کی عدالت سے خارج کر دیا گیا۔ اس مضمون کے اشتہار چھپوا کر۔ و لکھ کر مختلف شہروں میں لگوائے جاتے ہیں۔ اور سناتن دھرم سبھاؤں کے جلسوں میں بھی اس پر لیکچر دیئے جاتے ہیں۔ اس کے جواب میں آریہ ویر لاہور لکھتا ہے کہ ہاپوڑ سماج نے اپنے جلسہ میں اس بات کا اعلان کیا۔ کہ کوئی بھی سناتنی آ کر کسی سدھانت پر شنکا سمادھان کرے۔ پنڈت سری کرشن شاستری شنکا سمادھان کے لئے گیا۔ اور شنکا سمادھان کے دوران میں ہی اس نے پورانک تعلیم کے زیر اثر آ کر یہ کہہ دیا۔ کہ سوامی دیانند نے رامابائی سے وبھچار (ناجائز تعلق) کیا۔ اس پر آریہ سماجیوں نے اس سے بار بار مطالبہ کیا۔ کہ یا تو یہ بات لکھ کر دو۔ یا معافی مانگو۔ وہ یہ کہکر اُٹھ کر چلا گیا۔ کہ تم مجھ پر عدالت میں مقدمہ چلاؤ۔ وہاں میں اس بات کو ثابت کروں گا۔ آریہ سماج کے ایک ممبر نے دعویٰ کر دیا۔ عدالت میں آ کر سری کرشن شاستری نے اپنے بیان میں یہ ظاہر کیا۔ کہ وبھچار سے میرا مطلب ناجائز تعلق نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ ایک سنیاسی کو استری کا دیکھنا اور باتیں کرنا سنیاس دھرم کے انوسار وبھچار ہے۔ سوامی دیانند سنیاسی تھے۔ انہوں نے رامابائی کو دیکھا۔ اس سے باتیں کیں یہی ان کا وبھچار ہے۔ اور میرا مطلب اسی سے تھا۔ جج صاحب نے اس کے اس بیان کو سُن کر یہ فیصلہ دیا۔ کہ دھرم کے پرچارکوں کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ لیکن چونکہ ملزم نے یہ لفظ مقابلہ میں جوش میں آ کر کہے تھے۔ اس کا پہلے ارادہ نہیں تھا۔ جُرم یہ ہے۔ کہ اگر کوئی ارادتاً کسی کا کوئی دل دُکھائے۔ تب وہ سزا کا متوجب ہوتا ہے۔ اس لئے میں ملزم کو بری کرتا ہوں“۔

شکریہ احباب!

جن احباب نے خاکسار کی بیماری کی خبر اخبارات سلسلہ سے معلوم کر کے نہایت محبت اور اخلاص سے بھرے ہوئے ہمدردانہ خط مزاج پُرسی کے ارسال فرمائے ہیں۔ ان سب کو علیحدہ علیحدہ جواب دینا بوجہ کمزوری کے جو کام کرنے سے مجھے مانع ہے مشکل ہے۔

لہٰذا ان سب دوستوں کا صدق دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس محبت کی جزاء خیر دارین میں عطاء فرمائے۔ آمین (ایڈیٹر)